يد الله على الجماعة (ترمذی) لا جماعة إلا بإمارة (دارمی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: محدث زماں حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بانی: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 59 | شمارہ 5 | جمعۃ المبارک 28 نومبر تا 4 دسمبر 2014 | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

مشرکین کا انجام

ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ۔ "بیشک جس نے اللہ کے ساتھ (اس کے اختیارات و تصرفات میں کسی کو) شریک ٹھہرایا یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ (جہنم کی دہکتی ہوئی) آگ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (المائدہ: 72)

دوسرے مقام پر فرمایا: إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ۔ لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۔ "بیشک جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں سے گزر جائے، ایسے مجرموں کا اوڑھنا بچھونا جہنم کی آگ ہوگی اسی طرح ہم ظالموں کو بدلہ دیں گے۔" (الاعراف: 41-40)

تیسرے مقام پر فرمایا: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۔ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ۔ "پس تم بتوں (معبودان باطلہ کی) گندگی سے بچو اور جھوٹی بات سے بھی بچتے رہو، اللہ کی طرف جھکے رہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور جو کوئی (غیر اللہ کو) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شریک کرے گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر اسے پرندے اُچک لے جائیں یا ہوا کسی دور دراز جگہ پر لے جا پھینکے۔" (الحج: 31-30)

آخر میں اللہ رب العزت ہمدردی اور بطور نصیحت فرماتے ہیں: فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۔ "پس جو آدمی اپنے رب سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہے اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔" (الکہف: 110)

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ رضي الله عنها قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "سیدہ ام الدرداء کہتی ہیں کہ میں نے ابودرداء کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن سفارشی ہوں گے نہ گواہ" (مسلم کتاب البر باب النہی عن لعن الدواب ج 8 جزء 16 ص 128 رقم الحدیث: 2598)

شریعت مطہرہ نے انسان کو باہمی پیار محبت اور حسن اخلاق کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے۔ اسی لیے خندہ پیشانی سے ایک دوسرے کے ساتھ پیش آنے کو بھی عبادت قرار دیا گیا کیونکہ یہی چیز معاشرے میں باہمی اعتماد کے بحال ہونے کا باعث بنتی ہے۔ یقیناً آپس میں باہمی اعتماد کا بحال ہی ایک کامیاب معاشرے کی علامت ہوا کرتا ہے اسی لیے اسلام نے ایک دوسرے کو لعن طعن کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے یہی چیزیں معاشرے میں عدم اعتماد کا سبب بنتی ہیں اور عدم اعتماد کا شکار معاشرے ہمیشہ اختلاف و انتشار میں مبتلا رہتے ہیں

سیدنا سمرہ بن جندب بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ وَلَا بِغَضَبِهِ وَلَا بِالنَّارِ "تم ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت اور اس کے غضب اور جہنم کی آگ کے ساتھ لعن طعن نہ کرو" (ترمذی ابواب البر باب ما جاء فی اللعنة جزء 6 ص 453 رقم الحدیث: 1976) اسی طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ "مومن طعنہ نہیں دیتا اور نہ لعنت کرتا ہے، وہ نہ ہی فحش کلام فضول گو اور زبان دراز ہوتا ہے۔" (ترمذی ابواب البر باب ما جاء فی اللعنة جزء 6 ص 453 رقم الحدیث: 1977)

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے مومن کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: وہ طعنہ دینے والا نہیں ہوتا اور طعنہ دینے سے آپ کی مراد یہ تھی کہ وہ کسی کی حسب ونسب کے اعتبار سے تنقیص نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی عیب جوئی کرتا ہے اسی طرح فرمایا کہ لعان لعنت کرنے والا بھی نہیں ہوتا، سب وشتم کرنے کو بھی لعنت میں کہا جاتا ہے۔ مومن ظاہری طور پر بے حیائی کا ارتکاب بھی نہیں کرتا اور نہ ہی وہ چرب زبان اور فضول گو ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حیوانوں کو بھی لعن طعن کرنے سے منع کیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ ایک سفر پر تھے، دوران سفر ایک عورت نے ایک اونٹنی پر لعنت کی تو آپ ﷺ نے اس کے کلمات سننے کے بعد اسے فرمایا: تم اونٹنی سے سامان اتار لو اور اسے کھلا چھوڑ دو کیونکہ اس پر لعنت کی گئی ہے اس حدیث کے راوی سیدنا عمران فرماتے ہیں کہ میں نے اس اونٹنی کو لوگوں کے درمیان کھلا پھرتے ہوئے دیکھا۔ (مسلم کتاب البر باب النہی عن لعن الدواب وغیرھا ج 8 جزء 16 ص 126 رقم الحدیث: 2595)

اگر غور سے دیکھا جائے تو معاشرے کے عام جرائم انہی اشیاء (حسب نسب میں طعن کرنا اور بے حیائی کے کام کرنا، چرب زبانی اور فضول گوئی سے کسی کی عزت وآبرو کو مجروح کرنا وغیرہ) سے جنم لیتے ہیں، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اہل ایمان کو ان کی عادات سے بچنے کا حکم دیا ہے تا کہ ایک حقیقی پرامن معاشرے کا قیام ہو سکے۔

جماعت اہل حدیث کی خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
تنظیمِ اہلِ حدیث
لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل اُم القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہ محمود جانباز
منیجر: حافظ عبدالظاہر جاذب 0300-4001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ الاعراف	8
کیا ماہ صفر میں....	13
مولانا سعید احمد حنیف	14

زرِ تعاون

فی پرچہ.....10 روپے
سالانہ.....500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ ''تنظیم اہلحدیث'' رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

جرائم کی بڑھتی ہوئی وارداتیں حکومت کے لیے لمحہ فکریہ!

وطن عزیز میں سٹریٹ کرائمز، چوری، ڈکیتی، رہزنی، قتل و غارت، جنسی جرائم میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ صبح اخبار اُٹھائیں تو ہر صفحہ ان جرائم سے بھرا نظر آتا ہے۔ ٹی وی پر روزانہ بیسیوں وارداتوں کی خبر ملتی ہے اور حد تو یہ ہے کہ روزانہ پانچ، سات سالہ بچیوں کی آبروریزی کے واقعات رپورٹ ہوتے ہیں۔ ایک نو سالہ بچے کے خلاف گیارہ ماہ کی بچی کے ساتھ جنسی جرم کا مقدمہ درج ہوا۔ جرائم کی اس ہوشربا کثرت کے پیچھے کارفرما عوامل کی طرف توجہ دینا اشد ضروری ہے۔

ایک مرتبہ ہالینڈ کے ایک مخصوص علاقے میں جرائم بڑھ گئے۔ حکومت نے جرائم میں ایک دم اضافے پر ایک کمیشن قائم کیا کہ وہ وجوہات معلوم کی جائیں جن کی بنا پر اس قدر جرائم میں اضافہ ہوا ہے۔ کمیشن نے علاقے کا ہر لحاظ سے جائزہ لیا اور مکمل سروے کیا، بالآخر تمام ارکان اس نتیجے پر پہنچے کہ علاقے میں صفائی کا خاطر خواہ انتظام نہیں کیا جا رہا، عملہ کام چور بن گیا ہے اور ذمہ داران آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں۔ ناقص صفائی اور غلاظت و تعفن سے لوگوں میں قوتِ برداشت کی کمی ہو گئی ہے۔ معمولی باتوں پر غصے میں آپے سے باہر ہو جانا، ٹینشن اور ڈپریشن کا لوگ شکار ہو رہے ہیں۔ نتیجتاً لڑائی جھگڑے اور دیگر جرائم بڑھ رہے ہیں۔ حکومت نے فی الفور اس علاقے میں صفائی کا نظام بحال کرایا اور رفتہ رفتہ لوگوں کی قوت برداشت بحال ہونے کے ساتھ ساتھ جرائم میں بھی کمی واقع ہونا شروع ہو گئی۔

آج اگر وطن عزیز میں جرائم کی اس بڑھتی ہوئی شرح کا جائزہ لیا جائے اور ماہرین پر مبنی کوئی کمیشن تشکیل دیا جائے جو بغیر کسی دباؤ کے دیانتدارانہ طور پر جرائم میں اضافے کے اسباب تلاش کرے اور حکومت اس کا تدارک کرے تو یقیناً جرائم میں نمایاں کمی لائی جا سکتی ہے۔ میری ناقص رائے

میں جو اسباب وعلل ہو سکتے ہیں وہ حکومت اور قارئین کی خدمت میں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور اس پر مزید پیش رفت بھی ہو سکتی ہے، اگر ارباب بست وکشاد ملک کو درپیش اس اہم مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہوں تو ہم ان مبادیات کا تذکرہ ان صفحات میں کرنا چاہیں گے کیونکہ ہمارے مؤقر جریدے کا مقصد ہی عوام الناس کی اصلاح ہے۔

اولین سبب جو جرائم میں اضافے کا موجب ہے وہ ہماری نوجوان نسل کی دین سے دوری ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لائے ہوئے دین سے وابستگی کا پہلا ثمر تقویٰ ہے کہ ہر حال میں خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کا احساس انسان کو جرم کے وقتی فوائد اور عارضی لذت وشہوت سے باز رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اگر تنہائی میں کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تھا تو فوراً عدالت نبوی میں خود حاضر ہو کر اقبال جرم کر کے سزا کا تقاضا کیا کرتے تھے۔ اولاً تو یہ خوف اتنا غالب تھا کہ جرم کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دس سالہ عہد نبوی میں ریاست مدینہ میں کل اتنے جرائم ہوئے کہ انھیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے اور پھر ان جرائم میں وہ مجرم بھی شامل ہیں کہ کسی فرد نے ان کو گناہ کرتے نہیں دیکھا لیکن تقویٰ جو کہ دین کا ثمر ہے اس قدر زندگی پر غالب ہوتا کہ خود اقبال جرم کر کے سزا پاتے۔

دوسرا بڑا سبب جس پر حکومت سے زیادہ والدین کو اپنی اولاد پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے وہ موبائل فون، ٹی وی، ڈش، انٹرنیٹ اور ای میل وغیرہ جیسے آلات کے استعمال ہیں۔ یہ ایجادات جہاں انسانوں کے لیے انتہائی مفید ہیں وہاں انتہائی مضر بھی ہیں۔ اس کی افادیت اور مضرت پر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر فرد اس کی افادیت سے بھی واقف ہے اور اس کے ضرر سے بھی۔

تیسرا سبب نوجوانوں میں بے روزگاری ہے۔ موجودہ حکومت نے اس کا حل یہ نکالا ہے کہ نوجوانوں کو کم شرح سود پر قرضے دینے کی سکیم جاری کی ہے۔ پہلی بات یہ کہ سود کی شرح کم ہو یا زیادہ، یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ اپنے ایمان کا بھی خاتمہ ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ میں جیت نہیں سکتی۔

دوم کاروباری تجربے کے فقدان کی بدولت نوجوان اس رقم سے کما حقہ ویسے بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ بہتر ہوتا کہ حکومت تجربہ کار لوگوں کے ساتھ شراکت میں ایسے لوگوں کو تعلیمی ادارے، فیکٹریاں، تجارت اور کاروبار میں شامل کرتی جس سے ان کی افرادی قوت اور سرمایہ ضائع ہونے سے بچ جاتا۔ ملک کے کروڑوں بچے ابتدائی تعلیم سے محروم ہیں اور جو ملک کے معروف تعلیمی ادارے ہیں ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ مفت میں نوجوانوں کو فرنچائز کی سہولت دیں اور حکومت ان کو رقم دینے کی بجائے تعلیمی ادارے کھول دیتی جس میں یہ بے روزگار نوجوان اُستاد بھی ہوتے اور مالک بھی۔

چوتھا سبب جرائم کو کنٹرول کرنے والے اداروں کی نااہلی ہے۔ انگریزی کا ایک قانونی محاورہ ہے Law is Always and step liehind the crime یعنی قانونی جرم سے ایک قدم پیچھے رہتا ہے لیکن ہماری پولیس تو اولاً جرم کا پیچھا ہی نہیں کرتی اور اگر پیچھا کر بھی لے تو جرم سے کئی سو قدم پیچھے رہتی ہے۔ گاڑی چوری کی وارداتیں جو ملک میں عام ہو گئی ہیں ان کے بارے میں مشہور ہے کہ K.P.K میں کوئی حاجی صاحب بادشاہ نامی ہیں۔ ملک کے کسی بھی صوبے سے گاڑی چوری ہو جائے ان کے پاس چلے جائیں وہ رقم لے کر آپ کی گاڑی آپ کو واپس کر دیں گے۔

تقریباً نوے فیصد گاڑیاں شنید ہے کہ وہی پہنچتی ہیں۔ ان کی سفارش تلاش کریں جس کے بارے میں سنا ہے کہ عام طور پر وہ سفارش پولیس کے کسی اعلیٰ افسر کی ہوتی ہے۔ ان کے تہہ خانے سے اپنی گاڑی تلاش کریں۔ قیمت کا کم مکا کریں اور اپنی گاڑی واپس لے آئیں۔ اگر آپ کے پاس گاڑی کے کاغذات نہیں ہیں تو کوئی پریشانی نہیں وہ گاڑی پر اپنا مخصوص سٹیکر لگا دیں گے تو راستے میں کسی چیک پوسٹ پر آپ کو روکا نہیں جائے گا۔ جس ملک میں مجرم اتنے طاقتور ہوں تو پھر ان کے کارندے کیوں نہ دندنا کر جرم کریں گے۔

صوبہ سندھ میں شنید ہے کہ ہر وڈیرے جاگیردار میں اپنے ڈاکوؤں کی فوج ظفر موج رکھی ہوئی ہے۔ یہ وڈیرے اتنے طاقتور ہیں کہ علاقے کا ایس ایچ او ان کی مرضی سے تعینات ہوتا ہے اور ان کی فرمانبرداری کرتا ہے یہی حال بلوچستان کے سرداروں کا ہے۔ کراچی میں مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں نے اپنے دہشت گرد گروہ رکھے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے جب مذہبی اور سیاسی رہنما پشت پناہی کرنے والے ہوں پھر بھتہ دینے سے انکار کرنے والوں کو گولی نہیں ماریں گے تو لوگوں کو عبرت کیسے حاصل ہوگی۔

چنانچہ آج کراچی بھتہ خوروں کے رحم و کرم پر ہے۔ اس کار بد میں شریک ہر سیاسی و دینی جماعت کو لوگ، میڈیا، پولیس اچھی طرح جانتے ہیں۔ یہ بات تسلیم کہ نواز شریف حکومت کو سابقہ حکومتوں کی طرف سے ورثے میں بے پناہ مسائل ملے ہیں۔ ملکی معیشت تباہ حال، انرجی سیکٹر، آکسیجن ٹینٹ میں پڑا آخری سانسیں لے رہا تھا۔ ملکی کرنسی نیچے ایسے گری ہوئی تھی کہ اٹھنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ جرائم قابو سے باہر، مہنگائی کا جن بوتل سے باہر رقصِ ابلیس کر رہا تھا جو کہ بوتل میں واپس جانے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔

تمام مسائل اپنی جگہ اہم ہیں لیکن جب ایک آدمی جرائم پیشہ لوگوں کی وجہ سے نہ گھر میں محفوظ نہ سڑک پر نہ بازار میں اور نہ ہی مسجد میں تو پھر عوام الناس کے لیے یہ مسئلہ تمام مسائل سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ ان جرائم پیشہ لوگوں کے ہاتھوں جب نہ کسی کا مال محفوظ نہ عزت نہ جان تو حکومت کے لیے بھی سب سے بڑا چیلنج یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی عزت و آبرو اور جان و مال کو محفوظ بنائے۔ اس کے لیے حکومت بڑے بڑے پہاڑوں۔ سے ٹکرانا پڑے گا لیکن جب حکومت اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ان پہاڑوں سے ٹکرانے کا عزم صمیم کرلے تو یہ پہاڑ بھی ریت کے ٹیلے بن جائیں گے۔

یاد رکھیں جب حکومتیں جرائم کے خاتمے کا تہیہ کرلیں تو پھر وطن عزیز کا چپہ چپہ ہی نہیں بلکہ برطانیہ کے فلیٹوں سے بھی مجرم مجرم کی آوازیں آنا شروع ہو جاتی ہیں پھر کوئی سبز عمامہ کسی کے کالے کرتوتوں کے سامنے نقاب نہیں پہنتا اور پھر اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے پیارے وطن میں کوئی غرقد نہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ شرک کی حکومت کو برداشت کر لیتا ہے لیکن ظلم کی حکومت کو نہیں۔ جرائم ہی ظلم کی حکومت ہیں۔ میاں نواز شریف ان مجرموں کے خلاف اعلان جہاد کریں پوری قوم ان کی پشت پر کھڑی ہوگی۔ ورنہ یاد رکھو! وطن عزیز میں تمہاری حکومت کے دوران عوام کے ساتھ جتنے جرائم ہوں گے کل قیامت کے دن ان سب کا حساب سب حکمرانوں کو دینا پڑے گا۔ اُمت مسلمہ پر حکومت مخملی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کا بستر ہے۔

چمن میں تلخ نوائی میری بھی گوارا کر
کہ زہر بھی کرتا ہے کبھی کارِ تریاقی

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

رکوع کے بعد سینے پر ہاتھ باندھنا

سوال: بعض لوگ دوران نماز رکوع کے بعد ہاتھ باندھتے ہیں اور وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ سیدنا وائل بن حجرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کیا حتیٰ کہ اپنے کانوں کے برابر ہاتھوں کو اٹھایا پھر رکوع کیا، جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے اوپر رکھا ہوا تھا۔ کیا اس طرح رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا کتاب وسنت سے ثابت ہے یا نہیں؟ دلائل سے وضاحت فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے'' (الذاریات:56) اور عبادت کی دو قسمیں ہیں (1) مالی (2) بدنی۔

مالی عبادت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مال کمائے اور اس کے حکم کے مطابق اسی کی رضا وخوشنودی کے لیے اپنے اور دوسروں پر خرچ کرے۔ اسی طرح بدنی عبادت یہ ہے کہ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے انسان اپنے بدن اور اعضاء کو حرکت دے یا ٹھہرائے۔ اس میں طبعی امور بھی شامل ہیں جیسا کہ انسان کا خود کھانا اور بیوی بچوں کو کھلانا طبعی امر ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر رضائے الٰہی کے لیے اپنے بیوی بچوں کو کھلائے تو یہ بھی مالی عبادت ہوگی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فَمِ امْرَأَتِكَ ''اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے تو جو بھی خرچ کرے گا اس پر تجھے اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تو اپنی بیوی کو کھلائے گا اس پر بھی تجھے اجر ملے گا۔'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الایمان باب ما جاء ان الاعمال بالنیۃ ص 273 رقم الحدیث:56)

اسی طرح بدن اور اعضاء کے ساتھ کی جانے والی عبادت بھی بدنی کہلاتی ہے اور نماز بھی بدنی عبادت ہے کیونکہ یہ مخصوص حرکات وسکنات کا نام ہے خواہ وہ حرکات طبعی ہوں یا غیر طبعی۔ اللہ تعالیٰ نے سر کو اونچا بنایا ہے انسان کھڑا ہو یا بیٹھا، اس کا اونچا رہنا اس کی حالت طبعی ہے اسے سجدہ اور رکوع کے لیے جھکانا اس کی حالت غیر طبعی کہلائے گی۔ اسی طرح ہاتھوں کا باندھنا غیر طبعی اور انھیں کھلے چھوڑ دینا ان کی طبعی حالت ہوگی۔ عبادت میں جس عضو کے متعلق کسی موقع پر خاص ہدایت ہو وہاں اس کا اسی ہدایت کے مطابق رہنا ضروری ہوتا ہے جس مقام پر خاموشی ہو وہاں وہ چیز اپنی طبعی حالت پر ہی رہے گی اس کا طبعی حالت پر رہنا ہی عبادت ہوگا۔ طبعی حالت سے اعضاء کو ہٹانے والی چیز کوئی شرعی دلیل ہوگی، اس لیے رکوع کے بعد ہاتھ دوبارہ باندھنے کے متعلق شریعت خاموش ہے لہٰذا ہاتھ اپنی حالت طبعی میں ہی رہیں گے کیونکہ دلیل غیر طبعی کے لیے چاہیے نہ کہ طبعی کے لیے۔

باقی رہا جس روایت سے وہ ہاتھ باندھنے کا استدلال کرتے ہیں وہ روایت یہ ہے: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنِي سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ حِينَ رَكَعَ ثُمَّ حِينَ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُهُ مُمْسِكًا يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا جَلَسَ حَلَّقَ بِالْوُسْطَى وَالْإِبْهَامِ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى. ''سیدنا وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے تکبیر کہی

تو دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے برابر اٹھائے پھر جب رکوع کیا پھر جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ دائیں ہاتھ کو بائیں پر نماز میں تھامے (باندھے) ہوئے ہیں، پس جب آپ بیٹھ گئے تو درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنایا اور سبابہ کے ساتھ اشارہ کیا اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھا اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا۔" (الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند الامام ج 31ص 164-163 رقم الحدیث: 18871) اس مذکورہ روایت کی سند میں یکے بعد دیگرے دو راویوں پر کچھ کلام بھی ہے۔ پہلا راوی عبداللہ بن ولید بن میمون ابو محمد المکی ہے اس کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں صدوق ربما اخطأ یہ سچا تھا لیکن یہ مخلط فی تھا یعنی بسا اوقات بات کرتے وقت غلطی کر جاتا تھا۔ (تقریب التہذیب ج 1 ص 320 رقم: 3791) دوسرا راوی عاصم بن کلیب ہے اس کے متعلق بھی حافظ بن حجرؒ فرماتے ہیں صدوق رمی بالارجاء سچا تھا لیکن اس پر مرجیہ (تقدیر کا انکار) کرنے کی تہمت تھی۔

(تقریب التہذیب ج 1 ص 267 رقم: 3158)

اگرچہ یہ جرح ہلکی ہے لیکن یکے بعد دیگرے دو راویوں کی کمزوری اور ان پر جرح کچھ تقویت پکڑ لیتی ہے۔ اس کے علاوہ مذکورہ بالا روایت میں وائل بن حجر سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد واؤ کے ساتھ ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے جس سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد بھی ہاتھ باندھنے چاہئیں۔

ان کا یہ استدلال اس وقت درست ہو سکتا ہے جب یہاں واؤ ترتیب کے لیے ثابت ہو جبکہ روایت کے الفاظ پر معمولی سا غور کرنے سے یہ بات کسی پر مخفی نہیں رہتی کہ یہاں واؤ ترتیب کے لیے نہیں ہے بلکہ راوی کا مقصود پورا واقعہ بیان کرنا تھا اس نے بیان کرتے وقت ترتیب کا خیال نہیں رکھا کیونکہ اسی روایت کے آخر میں تشہد میں سبابہ انگلی سے اشارہ کرنا پہلے جبکہ دونوں رانوں پر ہاتھوں کا رکھنا بعد میں مذکور ہے اور یہ بھی راوی نے واؤ (وَرَأَيْتُهُ) کے ساتھ ہی ذکر کیا ہے جبکہ رانوں پر ہاتھ رکھنا پہلے اور سبابہ انگلی سے اشارہ کرنا بعد میں ہوتا ہے۔ اگر واؤ کو ترتیب کے لیے مانا جائے تو پھر یہ لازم آئے گا کہ حالت تشہد میں سبابہ انگلی سے اشارہ رانوں پر ہاتھ رکھنے سے پہلے کیا جائے جس کا کوئی بھی قائل نہیں، لہٰذا اس روایت میں واؤ ترتیب کے لیے نہیں بلکہ راوی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے اور عام طور پر ایسے مواقع پر ترتیب کا خیال نہیں رکھا جاتا۔

اس کے علاوہ قرآن مجید سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ واؤ ترتیب کے لیے نہیں ہوتی جیسے يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ اے مریم! اپنے رب کے لیے قیام اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ (آل عمران: 43) اس آیت مبارکہ میں اگر واؤ کو ترتیب کے لیے مانا جائے تو پھر سجدہ رکوع سے پہلے لازم آتا ہے حالانکہ رکوع پہلے اور سجدہ بعد میں آتا ہے۔ اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ "حج اور عمرے کو اللہ کے لیے پورا کرو" (البقرۃ: 196) اس آیت مبارکہ میں حج پہلے ہونا اور عمرہ کا بعد میں ہونا واؤ کے ساتھ مذکور ہے، اگر واؤ ترتیب کے لیے ہوتی تو عمرہ حج سے پہلے ادا کرنا منع ہوتا جبکہ بالاتفاق عمرہ حج سے پہلے ادا ہو سکتا ہے۔

احادیث میں بھی متعدد مقامات پر واؤ کا ترتیب کے لیے نہ ہونا ثابت ہے جیسا کہ سیدہ میمونہؓ (غسل جنابت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے) فرماتی ہیں: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذَى ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثُمَّ نَحَّى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا هٰذِهِ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کی طرح وضو کیا اپنے پاؤں کو نہیں دھویا اور اپنی شرمگاہ پر لگی ہوئی نجاست کو دھویا پھر اپنے اوپر پانی بہایا اس جگہ سے الگ ہو کر (آخر میں دونوں پاؤں کو دھویا)۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الغسل باب الوضوء قبل الغسل ج 3ص 107 رقم الحدیث: 249) اس حدیث میں بھی وضوء کا ذکر پہلے استنجاء اور نجاست دھونے کا ذکر بعد میں ہے حالانکہ استنجاء وضوء سے پہلے ہوتا ہے اور یہاں بھی استنجاء کرنا اور نجاست دور کرنا واؤ کے ساتھ وضوء کے بعد مذکور ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ واؤ میں تقدم و تاخر ہو جاتا ہے۔

سیدنا وائل بن حجرؓ جن روایات میں رسول اللہ ﷺ کی نماز بیان کرتے ہیں وہ امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں چار مقامات پر مختلف اسناد سے

لائے ہیں اور وہ یہ ہیں: (1) حدثنا یونس بن محمد حدثنا عبدالواحد. حدثنا عاصم بن کلیب عن ابیہ. (الموسوعة الحدیثیة مسند امام احمد ج 31 ص 142 رقم الحدیث: 18850) (2) حدثنا عفان قال حدثنا ہمام. حدثنا محمد بن جحادة قال حدثنی عبدالجبار بن وائل. عن علقمة بن وائل ومولی لہم انہما حدثاہ عن ابیہ (الموسوعة الحدیثیة مسند امام احمد. ج 31 ص 157 رقم الحدیث: 18866) (3). حدثنا عبدالصمد حدثنا زائدة حدثنا عاصم بن کلیب أخبرنی ابی (الموسوعة الحدیثیة مسند امام احمد ج 31 ص 160 رقم الحدیث: 18870) (4) جواب میں پہلی روایت مذکورہ۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ پہلی روایت جس میں کے بعد دیگرے دوراویوں پر ہلکی جرح موجود ہے اس میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا ذکر واؤ کے ساتھ ہے اس کے علاوہ آنے والی وائل بن حجر کی تین روایتوں میں ہاتھ باندھنے کا ذکر رکوع سے پہلے ہے۔ اس لیے اگر انصاف کی نظر سے تمام روایتوں کو ملا کر محدثین کے اس اصول (اَلْاَحَادِیْثُ یُفَسِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا احادیث آپس میں ایک دوسری کی تفسیر ہوتی ہیں) کے مطابق یہی بنتا ہے کہ ہاتھ رکوع سے پہلے باندھنے چاہئیں رکوع کے بعد نہیں کیونکہ وائل بن حجرؓ سے رکوع سے پہلے ہاتھ باندھنا تین روایات میں مذکور ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے: عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه و سلم فَكَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّفِّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ كَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي ثَوْبِهِ فَأَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ وَرَفَعَهُمَا وَ كَبَّرَ ثُمَّ رَكَعَ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ وَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ - قَالَ ابْنُ جُحَادَةَ : فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ فَقَالَ : هِيَ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه و سلم فَعَلَهُ مَنْ فَعَلَهُ وَتَرَكَهُ مَنْ تَرَكَهُ" سیدنا وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پس جب آپ صف میں داخل ہوتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے پھر کپڑا اوڑھ کر اپنے ہاتھ کپڑے کے نیچے کر لیتے پھر دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں کو پکڑ لیتے جب آپ ﷺ رکوع کا ارادہ کرتے تو دونوں ہاتھ کپڑے سے نکال کر رفع الیدین کرتے پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو تکبیر کہتے، جب رکوع سے سر اٹھاتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے، سجدہ کرتے پھر اپنا چہرہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھتے۔

ابن جحادہ راوئ حدیث کہتے ہیں کہ میں نے اس (حدیث) کا ذکر حسن بصریؒ کے پاس کیا تو انہوں نے فرمایا: یہی رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے جس نے اس طرح نماز ادا کی اس نے سنت پر عمل کیا اور جس نے اس (طریقہ) کو چھوڑا اس نے سنت کو چھوڑ دیا۔ (صحیح ابن حبان کتاب الصلاة باب صفة الصلاة ج 5 ص 173 رقم الحدیث: 1862 ابوداود کتاب الصلاة باب رفع الیدین فی الصلاة ص 128 رقم الحدیث: 723) اس حدیث میں بھی صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے پہلے ہاتھ باندھے تھے۔

صورت مسئولہ میں رکوع سے پہلے ہاتھ باندھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ ہے اور رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا آپ سے ثابت نہیں کیونکہ جس روایت سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا ثابت کیا جاتا ہے اس میں واؤ ترتیب کے لیے نہیں کیونکہ اگر واؤ کو اس مقام پر ترتیب کے لیے مانا جائے تو پھر تشہد میں سبابہ انگلی سے اشارہ کرنا تشہد سے پہلے لازم آئے گا حالانکہ یہ چیز بالاتفاق جائز نہیں اسی طرح احادیث ایک دوسری کی تفسیر ہوتی ہیں (معنی متعین کرتی ہیں) اگر تمام احادیث کو ملایا جائے تو رکوع سے پہلے ہاتھ باندھنا ہی ثابت ہوتا ہے اس کے علاوہ رکوع کے بعد والی حالت کو عام قیام پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ نماز ایک عبادت ہے اور عبادت کرتے وقت جن اعضا کو خاص مقامات پر مخصوص حرکت دینے کا ذکر ہو تو انہیں ان مقامات پر مخصوص حرکت دی جائے گی، اگر ذکر نہ ہو تو وہ اعضاء اپنی طبعی حالت میں ہی رہیں گے، اسی طرح رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا احادیث میں تذکرہ نہیں اس لیے اس حالت کو رکوع سے پہلے والے قیام پر قیاس نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس مقام پر ہاتھوں کا طبعی ہاتھوں میں رہنا ہی اللہ کی عبادت ہوگا۔

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

(قسط نمبر 32)

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم
مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ
لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ
فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (73) وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ
مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا
قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا
فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (74) قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن
قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ
صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ (75)
قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ (76)
فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا
بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ (77) فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ
فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ (78) فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا
قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا
تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ (79) اور (ہم نے) قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی
صالح علیہ السلام کو (نبی بنا کر) بھیجا اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ
اس اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمھارا کوئی سچا معبود نہیں، تمھارے پاس
تمھارے رب کی طرف سے نشانی آ چکی ہے یہ اللہ کی اونٹنی تمھارے لیے
نشانی (معجزہ) ہے۔ اسے اللہ کی زمین پر چرنے دو اور برے ارادے سے
اسے (ہرگز) نہ چھونا ورنہ ایک دردناک عذاب تمھیں آ پکڑے گا۔ (73)
اور یاد کرو (وہ وقت) جب قوم عاد کے بعد تمھیں اللہ نے جانشین بنایا اور
اس نے تمھیں زمین (اس علاقہ) میں آباد کیا تم زمین کے ہموار میدانوں
میں محلات بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر تعمیر کر لیتے ہو اس لیے
اللہ کے احسانات کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو (74) اُس
(صالحؑ) کی قوم کے متکبر سرداروں نے ان کمزور لوگوں کو جو ان میں سے
ایمان لا چکے تھے کہا کیا تم جانتے ہو کہ صالح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف
سے بھیجا گیا رسول ہے؟ وہ کہنے لگے صالح جو بھی دے کر بھیجا گیا ہے ہم
اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ (75) متکبر کہنے لگے جس (بات) پر تم
ایمان لاتے ہو ہم تو اس کا انکار کرتے ہیں۔ (76) چنانچہ انھوں نے اونٹنی
کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور وہ کہنے لگے
کہ اے صالح! اگر تو رسولوں میں سے ہے تو جس عذاب کا تو وعدہ (دھمکی)
دے رہا ہے وہ لے آ۔ (77) بالآخر زلزلے نے انھیں آ لیا اور وہ اپنے
گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ (78) پھر صالح علیہ السلام یہ کہتے
ہوئے ان کے ہاں سے چلے گئے کہ اے میری قوم! میں نے تمھیں اپنے
پروردگار کا پیغام پہنچا دیا تھا اور میں نے تمھاری خیر خواہی بھی کی لیکن تم
تو خیر خواہی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ (79)

مشکل الفاظ کے معانی

نَاقَةٌ	اونٹنی
بَوَّأَ	اس نے آباد کیا
سُهُولِهَا	ہموار علاقہ
قُصُورًا	محلات
وَتَنْحِتُونَ	تم تراشتے ہو

لَا تَعْثَوْا	نہ تم پھرو
فَعَقَرُوا	انھوں نے کونچیں کاٹ دیں
وَعَتَوْا	نافرمانی، حکم عدولی
الرَّجْفَةُ	جھٹکا
جَاثِمِينَ	اوندھے منہ

ماقبل سے مناسبت

سورۃ الاعراف کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے اپنی قدرت، توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر واضح دلائل پیش کرکے انبیاء علیہم السلام اور ان کی قوموں کے حالات بیان کیے ہیں۔ سابقہ آیات میں سیدنا نوحؑ، سیدنا ہودؑ اور ان کی قوموں کے احوال مذکور تھے اسی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے ان آیات میں سیدنا صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

التوضیح

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ سیدنا صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف سے مبعوث کیا گیا۔ قوم عاد اور قوم ثمود ایک ہی دادا اور دو شخصوں کی اولاد تھی، بعد میں ان ناموں سے دو مستقل قومیں موسوم ہوئیں اور قوم ثمود جس کی طرف منسوب ہوئیں وہ ثمود بن عاثر بن ارم بن نوح تھا۔ یہ عرب کے شمال مغرب میں مقام حجر میں آباد ہوئے جس کو اب مدائن صالح بھی کہا جاتا ہے، قوم عاد کی طرح قوم ثمود بھی مالدار، جسمانی طور پر مضبوط اور ایک بہادر قوم تھی فن تعمیر پر اس کی مہارت عروج پر تھی، اسی لیے انھوں نے زمین پر بڑے بڑے محلات بنانے کے علاوہ پہاڑوں کو تراش تراش کر بڑی بڑی مضبوط عمارتیں تعمیر کیں مگر انھوں نے بھی وہی کیا جو صاحب ثروت لوگ کرتے ہیں کہ مال کی فراوانی کی وجہ سے احکام باری تعالیٰ کو پس پشت ڈال کر آخرت کو بھلا دیتے ہیں۔ یہ بھی مال کی نافرمانی کی وجہ سے دین حنیف سے دور ہوتے چلے گئے حالانکہ قوم نوح اور قوم عاد کے حالات ان کے سامنے تھے اور یہ قوم ان کی تباہی کے بعد انھی زمینوں اور محلات کی وارث بنی کہ جن میں قوم عاد عیش و عشرت کیا کرتی تھی۔

سیدنا صالح علیہ السلام نے ان کو توحید الٰہی کی طرف بلایا تو انھوں نے اللہ کے نبی سے معجزات طلب کیے تو صالحؑ نے ان کے کہنے پر اونٹنی کا معجزہ اللہ سے طلب کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ سیدنا صالح علیہ السلام نے اپنی جوانی کے عالم میں قوم کو دعوت توحید دینا شروع کی اور زندگی بھر مسلسل دعوت دیتے رہے۔ جب آپ پر بڑھاپے کے آثار شروع ہوئے تو ان کی قوم نے ان سے تنگ آ کر مطالبہ کیا کہ کاتبہ پہاڑی سے ایک دس مہینے کی حاملہ، طاقتور اور صحت مند اونٹنی ہماری آنکھوں کے سامنے نکلے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ ان کے پختہ عہد کے بعد اللہ کے نبی نے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اس معجزہ کے پورا ہونے کی دعا فرمائی تو دعا کرتے ہی پہاڑی نے حرکت کی اور ایک بڑی چٹان پھٹی اور اس سے ان کے مطالبہ کے مطابق ایک اونٹنی بطور معجزہ نکلی۔

فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ یہ معجزہ دیکھ کر لوگ دو گروہوں میں منقسم ہو گئے کچھ سیدنا صالح علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور کچھ لوگ اپنی ضد پر قائم رہے، صالح علیہ السلام کو ان کی عہد شکنی سے عذاب الٰہی کا خطرہ محسوس ہوا تو انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ یہ اللہ کی اونٹنی تمھاری طرف بطور معجزہ ہے اسے زمین میں کھلا چھوڑ دو تا کہ یہ اللہ کی زمین سے کھائے اور تم اسے تکلیف نہ پہنچانا کیونکہ اس طرح کرنے سے عذاب الٰہی کا نزول ہو سکتا ہے۔

قوم کا طرز عمل

قوم ثمود اسے (اونٹنی کو) اپنے کھیتوں اور گھروں میں کھانے سے روک کر معصیت الٰہی کی مرتکب ہوئی اسی طرح قوم ثمود جس کنویں سے پانی پیتے یہ اونٹنی بھی اسی کنویں سے پانی پیتی اور اس اونٹنی کے پانی پینے سے کنویں کا پانی ختم ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کی زبان پر یہ فیصلہ کروایا کہ ایک دن یہ لوگ اور دوسرے دن اونٹنی پانی پیے جیسا کہ ارشاد

باری تعالیٰ ہے: لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ "ایک دن پانی کا حق اس اونٹنی کا ہے اور دوسرے دن کا پانی تمھارے لیے مقرر کر دیا گیا ہے۔" (الشعراء:155)

رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کے ساتھ مقام حجر میں قوم ثمود کے گھروں کے پاس پڑاؤ ڈالا تو لوگوں نے ان کنوؤں سے پانی پیا جن سے ثمود پیتے تھے۔ اس پانی کے ساتھ آٹا بھی گوندھا اور ہنڈیاں بھی پکائیں، نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا تو انھوں نے ہنڈیاؤں کو گرا دیا اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیا، پھر آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے اور اس کنویں کے پاس پڑاؤ ڈالا جس سے (صالح علیہ السلام کی) اونٹنی پانی پیتی تھی۔ آپ ﷺ نے ان گھروں میں جانے سے منع فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: إِنِّي أَخْشَى أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ "بیشک میں ڈرتا ہوں کہ تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جو ان پر نازل ہوا تھا لہٰذا ان کے گھروں میں نہ جاؤ۔" (مسند الموسوعة الحديثية مسند امام احمد بن حنبل ج10 ص 191 رقم الحديث: 5984) ان دلائل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوم ثمود کے کنویں زیادہ تھے اور ان میں سے ایک اونٹنی کے لیے خاص تھا لیکن ان لوگوں نے اس سے بھی پانی پینا شروع کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ "اور ان کو آگاہ کر دو بیشک ان میں پانی کی باری مقرر کر دی گئی کہ (ایک اپنی) باری پر آجانا۔" (القمر:28) قوم ثمود پر کی جانے والی بے شمار رحمتوں اور مہلت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جس دن کنویں سے پانی پینے کی باری اونٹنی کی ہوتی اس دن اس اونٹنی کا دودھ پانی کی جگہ استعمال کرتی ان کی اس سرکشی کا یہ حال تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوتے چلے گئے۔

وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ اللہ کے نبی سیدنا صالح علیہ السلام نے اس سرکش اور نافرمان قوم کی خیر خواہی کرتے ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات یاد دلائے تا کہ وہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کر کے سرکشی اور نافرمانی سے باز آجائیں۔ اس لیے فرمایا کہ تم اللہ رب العزت کی اس نعمت کو یاد کرو کہ اس نے قوم عاد کو ہلاک کر کے اس کی جگہ تمھیں آباد کیا، ان کی زمین اور مکانات تمھارے قبضہ میں دے دیے اور تمھیں اتنی صلاحیت عطا کی کہ تم نے کھلی زمین پر بڑے بڑے محلات تعمیر کرنے کے ساتھ ساتھ پہاڑوں کو کرید کر بڑے مضبوط مکانات تیار کیے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم کچھ بھی نہ کر سکتے جب باری تعالیٰ نے تمھیں اس قدر نعمتوں سے نوازا ہے پھر تمھیں بھی اس کی نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے اس کے احکام کو قبول کرنا چاہیے اور اس کی زمین میں فتنہ و فساد برپا نہیں کرنا چاہیے۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ اس قوم کو اونٹنی کا معجزہ ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آنا چاہیے تھا لیکن یہ قوم دو گروہوں میں منقسم ہوگئی، کچھ لوگ ایمان لے آئے اور اشرافیہ کا خود ساختہ دعویٰ کرنے والے متکبر لوگوں نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہتے ہوئے صالح علیہ السلام کو نبی ماننے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے بڑے تکبر کے ساتھ اہل ایمان کو حقیر جانتے ہوئے سوال کیا کہ کیا تم صالح علیہ السلام کو اللہ کا سچا نبی تسلیم کرتے ہو؟ انھوں نے سیدنا صالح علیہ السلام کی صداقت کا اقرار کرتے ہوئے ان کی نبوت یا ان کے سچا نبی ہونے کا اعلان کیا تو وہ اس بات پر بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ جس شخص کی نبوت پر تم ایمان لائے ہو ہم علی الاعلان اس کا انکار کرتے ہیں۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ. ان متکبر لوگوں نے اپنا طلب کیا ہوا معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی اللہ کے نبی کی نبوت پر ایمان لانا پسند نہ کیا اور اپنی خفت مٹانے کے لیے اونٹنی کو قتل کرنے کے

درپے ہوگئے۔ انھوں نے باہم مشورہ کیا اوران میں سے ایک بدبخت انسان نے اونٹنی کوقتل کرنے کا ذمہ لے لیا اوراس نے اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں تواس نے ایک ہولناک قسم کی چیخ ماری اوراپنے بچے سمیت اسی پہاڑی میں غائب ہوگئی جہاں سے وہ ظاہر ہوئی تھی۔

اس آدمی کا نام قدار بن سالف تھا۔اس کا رنگ سرخ ،نیل گو آنکھوں والا اور ولدالزنا تھا وہ شہر کے معروف بدمعاشوں کا سرغنہ تھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص اپنی قوم کا ایک زورآور شریر اور طاقتور شخص تھا،قدار نامی شخص تھا جو اپنی قوم میں ایسا تھا جیسے تم میں ابوزمعہ ہے۔(بخاری بشرح الکرمانی کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الشمس ج18ص144رقم الحدیث:4942)

اونٹنی کے غائب ہوجانے پرانھوں نے ندامت کی بجائے خوشی کا اظہار کیا اورصالح علیہ السلام کودھمکی آمیز لہجے میں کہنے لگے ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ اگرتو واقعتا سچا رسول ہے توجس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ،بلکہ انھوں نے اس چیز پرفخر کرتے ہوئے اللہ کے نبی کوقتل کرنے کا پختہ ارادہ بنالیا اوران (پختہ ارادہ کرنے والے) آدمیوں کی تعداد نوتھی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ‎.وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ."اس قوم نے اونٹنی کے قتل جیسے قبیح فعل کا ارتکاب بدھ کے دن کیا اوراسی شام کوصالح علیہ السلام کوشہید کرنے کے ارادہ کوعملی جامہ پہنانے کا عزم کرلیا،جب انھوں نے رات کی تاریکی میں ان کا محاصرہ کیا تواللہ تعالیٰ نے ان کوایک پتھر گراکرنیست ونابود کردیا۔"

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ

اونٹنی کی کوچیں کاٹنے کی خبر سیدنا صالح علیہ السلام کوملی توانھوں نے مجمع عام میں اونٹنی کی حالت دیکھ کرفرمایا:تمتعوا فی دارکم ثلثة ایام ۔تم اپنے گھروں میں تین دن فائدہ اٹھالو یعنی تین دن کے بعد عذاب تمھیں اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور جمعرات اس مہلت کا پہلا دن تھا۔اس دن میں ان کے چہرے پیلے،دوسرے دن سرخ اورتیسرے دن سیاہ ہوگئے ،یہ نہیں جانتے تھے کہ ان پرکسی قسم کا عذاب آنے والا ہے۔اتوار کے دن طلوع شمس کے ساتھ ہی آسمان سے ایک چیخ آئی اورزمین سے زلزلہ آیا اوریہ لوگ اسی لمحہ تباہ وبرباد کردیے گئے۔جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ."وہ اپنے گھروں میں منہ کے بل گرے پڑے تھے"یعنی اللہ تعالیٰ نے ان تمام کافروں کوصفحۂ ہستی سے مٹادیا۔

عذاب سے بچنے والے لوگ

سیدنا صالح علیہ السلام کی اتباع کرنے اوران کی نبوت پر ایمان لانے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ عذاب الٰہی سے محفوظ رہے ان کے علاوہ ایک لڑکی اورایک مرد وقتی طور پراس عذاب سے محفوظ ہونے کے بعد مرگئے۔امام طبریؒ نے اس لڑکی کا نام کلب بنت سلق جسے زریقع کہا جاتا تھا اوریہ اپاہج اورکافرہ،صالح علیہ السلام کے ساتھ عداوت رکھنے والی تھی عذاب کودیکھ کراس کے پاؤں صحیح ہوگئے۔نیز دوڑتے ہوئے وہ ایک خاندان کے پاس پہنچی اوراپنی قوم پرآنے والے عذاب کے متعلق ان کو بتلایا،ان سے پانی طلب کیا اورپانی پیتے ہی ہلاک ہوگئی۔(تفسیر طبری ج8ص298)اسی طرح دوسرا شخص جسے ابورغال کہا جاتا تھا وہ بھی عذاب کے وقت حرم مکہ میں مقیم تھا اس لیے اسے کچھ نہ ہوا،حرم مکہ سے باہرآتے ہی آسمان سے گرنے والا ایک پتھر اس کی ہلاکت کا سبب بن گیا۔

(تفسیر طبری ج8ص299)

رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے صحابہ کرامؓ کوفرمایا تھا کیا تم صاحب قبر کوجانتے ہو؟انھوں نے کہا:اللہ اوراس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:یہ ابورغال کی قبر ہے،انھوں نے سوال کیا کہ ابورغال کون ہے؟توآپ ﷺ نے فرمایا:یہ قوم ثمود سے ایک ہے جوحرم میں مقیم ہونے کی وجہ سے اللہ کے عذاب سے محفوظ رہا جب

یہ حدود حرم سے باہر نکلا تو اسے بھی اللہ کے عذاب نے ہلاک کر دیا پھر اسے اس مقام پر دفن کر دیا گیا اور فرمایا کہ اس کے پاس ایک سونے کی چھڑی تھی اسے بھی اس کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔ لوگوں نے تلواروں کے ساتھ کھدائی کر کے اس چھڑی کو نکال لیا۔

فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ عذاب الٰہی کے ساتھ قوم ثمود کے ہلاک ہو جانے کے بعد سیدنا صالح علیہ السلام نے ان کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: البتہ تحقیق میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کرنے میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ چھوڑی لیکن تم نے اس سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا کیونکہ تم خیر خواہی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے تھے اس وقت وہ صالح علیہ السلام کی بات کو سن رہے تھے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے معرکہ بدر میں فتح اور نصرت حاصل کرنے اور وہاں تین دن قیام کرنے کے بعد کوچ کے وقت بدر کے کنویں کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا تھا: اے ابوجہل! اے عتبہ! اے شیبہ! کیا تم نے اللہ کی طرف سے اپنے ساتھ کیے گئے وعدہ کو سچا پایا؟ میں نے تو اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ مردہ قوم کو آواز دے رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس وقت جو بات کر رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے (بخاری بشرح الکرمانی کتاب المغازی باب قتل ابی جہل ج15 ص61 رقم الحدیث:3976 مسلم کتاب الجنۃ ونعیمھا باب عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار ج9 جزء 17 رقم الحدیث: 2874 السنن الکبری نسائی کتاب الجنائز وتمنی الموت باب أرواح المؤمنین ج1 ص 665 رقم الحدیث:2202)

اخذ شدہ مسائل

(1) سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا ہود علیہ السلام ہی کی طرح سیدنا صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو توحید باری تعالیٰ کی طرف بلایا اور یہی طرز عمل تمام انبیاء کا رہا ہے (2) دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح سیدنا صالح علیہ السلام کو اونٹنی بطور معجزہ عطا کی گئی اور اس کی تکریم کا حکم قوم ثمود کو دیا گیا اور عدم تکریم پر عذاب کی وعید بھی سنائی گئی (3) پہاڑوں اور میدانوں میں عمارتیں تعمیر کرنا جائز ہے اور زمین میں فساد پھیلانا حرام ہے (4) کثرت مال اور جاہ و جلال سے تکبر پیدا ہو تو یہ دونوں چیزیں انسانی ہلاکت کا باعث ہوتی ہیں، ان دونوں چیزوں کے ہوتے ہوئے عاجزی و انکساری کا حصول باعث نعمت ہے (5) کثرت مال اور جاہ و جلال کی بناء پر بسا اوقات انسان دعوت توحید پیش کرنے والوں کو دھمکیاں دینا شروع کر دیتا ہے (6) معجزات کا انکار عذاب الٰہی کا سبب بنتا ہے (7) عذاب الٰہی کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں کبھی چیخ، کبھی سرد ہوائیں، کبھی پتھروں کی بارشیں اور کبھی پانی میں ڈبو دینا وغیرہ (8) انسان کو عذاب زدہ قوموں اور بستیوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنی چاہیے (9) اہل میت کو بطور توبیخ اور ڈانٹ آواز دینا یا مخاطب کرنا جائز ہے جس طرح حضرت صالح علیہ السلام نے عذاب سے ہلاک شدہ اور رسول اللہ ﷺ نے میدان بدر میں قتل ہونے والے کفار کو بطور توبیخ مخاطب فرمایا تھا۔

ضرورت اساتذہ

جامعہ اہلحدیث لاہور کے قائم کردہ القدس ماڈل ہائی سکول میں FA/FSc/BSc/Bcom اساتذہ کی ضرورت ہے قابل و محنتی حضرات جلد از جلد رابطہ فرمائیں

(رابطہ: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913)

دعائے صحت

قاری عبدالستار سلفی آف چھانگا مانگا کے بھائی عبدالغفار (لیسکو) کو گذشتہ دنوں ہارٹ اٹیک ہوا ہے جو کہ صاحب فراش ہیں۔ تمام قارئین کرام تہہ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے۔ آمین (رابطہ نمبر 0300-8855230)

کیا ماہِ صفر میں نو لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں؟

قاری لیاقت علی باجوہ

صفر قمری سال کا دوسرا مہینہ ہے جس کے متعلق لوگوں میں بہت سی غلط فہمیاں، توہمات اور بدشگونیاں پائی جاتی ہیں۔ایک دن ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ایک مسئلہ بتائیں کہ ماہ صفر میں کتنی بلائیں نازل ہوتی ہیں؟ میں نے کہا کہ آپ کو کس نے کہا کہ بلائیں نازل ہوتی ہیں تو وہ کہنے لگا کہ کتاب میں لکھا ہے تو میں نے کہا کہ کتاب لاکر دکھاؤ تو اس نے محمد الیاس عادل کی کتاب ''بارہ مہینوں کی نفلی عبادت'' ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، دکھائی اس میں یہ لکھا تھا:

بابا فرید الدینؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک برس میں دس لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں اور آگے لکھا تھا کہ حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک اس طرح ہے کہ جو کوئی مجھے صفر کا مہینہ گزر جانے کی خبر دے گا میں اسے جنت کی بشارت دوں گا۔میں نے اس سے کہا کہ دین بابا فرید کی بات کا نام نہیں،فرید نے بلائیں نازل ہونے والی بات اپنی طرف سے کی ہے۔باقی رہا جس حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ماہ صفر ختم ہونے کی بشارت دے گا میں اسے جنت کی بشارت دوں گا یہ روایت من گھڑت ہے،ملا علی قاریؒ نے الموضوعات الکبیر ص 116 میں لکھا ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں۔نبی کریم ﷺ جب اس دنیائے فانی میں تشریف لائے تو دنیا جہالت اور گمراہی کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی اور کئی طرح کے توہمات اور شیطانی وساوس میں مبتلا تھی۔

زمانہ جاہلیت کے باطل خیالات اور رسومات میں سے صفر بھی ہے،صفر کے متعلق ان کا گمان تھا کہ ہر انسان کے پیٹ میں ایک سانپ ہوتا ہے جب پیٹ خالی ہو اور بھوک لگی ہو تو وہ کاٹتا اور تکلیف پہنچاتا ہے،صفر کے متعلق یہ بھی خیال تھا کہ ایک بیماری ہے جو پیٹ کو کاٹتی ہے اس کے علاوہ کئی لوگ صفر کے مہینے سے بدفال لیتے تھے کہ اس میں بکثرت مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔رسول کریم ﷺ نے توہمات جاہلانہ کا رد کرتے ہوئے فرمایا:لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ. (بخاری کتاب الطب باب لا صفر وھو داء یاخذ البطن رقم الحدیث: 5717)

توہم پرست لوگ اس مہینے میں شادی نہیں کرتے اور چنے اُبال کر محلے میں تقسیم کرتے ہیں تاکہ ہماری بلائیں دوسروں کی طرف چلی جائیں آٹے کی (365) گولیاں بنا کر تالابوں میں ڈالتے ہیں تاکہ بلائیں ٹل جائیں۔رزق کے لیے تین سو گیارہ مرتبہ روزانہ سورۃ مزمل پڑھنا اس مہینے کو مردوں پر بھاری سمجھنا اور اس کی تیرہ تاریخ کو منحوس سمجھنا (جس کو تیرہ تیزی بھی کہا جاتا ہے) یہ سب باطل عقائد ہیں۔دین اسلام نے اپنے پیروکاروں پر یہ حقیقت واضح کی ہے کہ جیسے اعمال ہوں گے ویسے ہی نتائج ہوں گے، نیک اعمال کے نیک نتائج اور برے اعمال کے برے نتائج برآمد ہوں گے۔

یاد رکھیں کوئی وقت کوئی دن کوئی لمحہ اور کوئی مہینہ منحوس نہیں ہوتا بلکہ ہماری بداعمالیاں ہمارے لیے ضرور منحوس ثابت ہوتی ہیں لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ہورہے بے شمار کلمہ گو مسلمانوں میں توہمات اور بدشگونیاں پیدا ہوچکی ہیں اور جو قومیں دین فطرت یعنی اسلام سے اعراض کرتی ہیں وہ توہمات،بدشگونیوں اور نحوستوں کا شکار ہوجاتی ہیں انھیں ہر کام میں نحوست نظر آتی ہے البتہ ہر پرندچرند ماہ وایام،شجر و حجر میں انھیں بدشگونی کا موقع ملتا رہتا ہے

کسی کام کے لیے گھر سے نکلیں راستے میں کالی بلی دیکھ لیں تو واپس گھر چلے جاتے ہیں کیونکہ کالی بلی کا نظر آجانا اس بات کی علامت سمجھتے ہیں کہ میرا یہ کام نہیں ہوگا کسی درخت پر الو بولتے سن لیا تو اعلان کردیا کہ لوگوں میں قتل وغارت،برادری میں جھگڑا اور خاوند بیوی میں ناچاقی ہوگی۔ پرانا درخت دیکھا تو تصور باندھ لیا کہ یہاں جنوں کا بسیرا ہے،کوئی ٹیلہ دیکھا

تو رنگ فق ہو گیا کہ یہاں بدروحیں رہتی ہیں۔نئی دلہن کے گھر آتے ہی کوئی مصیبت آجائے تو اسے نحس قدم یعنی منحوس سمجھتے ہیں۔بیوی کی چوڑیاں ٹوٹ جائیں تو اسے بھی زوجین کے حق میں بدشگونی سمجھا جاتا ہے بے اولاد عورت کو ملنے سے گریز کیا جاتا ہے۔فلاں آدمی صبح صبح نظر آ گیا تو اس لیے کام خراب ہو گیا ہے۔اسی طرح آنکھ پھڑ کنے سے خوف زدہ ہو جانا ہاتھ میں کھجلی ہونے سے امید لگا بیٹھنا کہ آج مال ملے گا۔

اگر جوتے پر جوتا آ گیا تو سفر پیش آئے گا رنگوں سے شگون لینا مثلاً سیاہ رنگ نہ پہننا کہ بیمار پڑ جائیں گے،سبز جوتا نہ پہننا کہ آپ ﷺ کی قبر کے گنبد کا رنگ سبز ہے۔اس طرح انسان نے خود ساختہ طور پر کچھ چیزیں اپنے لیے نہ صرف حرام کو لیں بلکہ ان کے ساتھ قسمت بھی جوڑ دی،یہ سب ایسے وسوسے اور توہمات ہیں جن کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ شیطان انسان کو شرک میں مبتلا کر کے اس کے اعمال ضائع کرواتا ہے یہ توہمات اور بدشگونیاں انسان کو اندر سے کمزور کر دیتی ہیں اس کے برعکس اللہ کی ذات پر پختہ ایمان اور توکل انسان کو جرأت،بہادری اور اعتماد دیتا ہے اور اسے جینے کا ڈھنگ سکھاتا ہے۔

ہر مسلمان کو اس بات پر پختہ یقین ہونا چاہیے کہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ ہے اس کے سوا یہ اختیار کسی کے پاس نہیں۔نہ کسی ولی کے پاس اور نہ ہی کسی بزرگ کے پاس،نہ کسی پیر ومرشد کے پاس اور نہ ہی کسی نبی کے پاس حتیٰ کہ سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ جو تمام بنو آدم کے سردار اور سارے انبیاء ورسل کے امام ہیں وہ بھی کسی کے نفع ونقصان کے مالک تو کجا،اپنے نفع ونقصان کے مالک بھی نہ تھے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:قُلْ لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَّبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ”آپ کہہ دیجیے کہ میں تو اپنے نفع ونقصان کا مالک بھی نہیں سوائے اس کے جو اللہ چاہے اور اگر میرے پاس غیب کا علم ہوتا ہے تو میں بہت ساری بھلائیاں اکٹھی کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی،میں تو صرف ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں“(الاعراف:188)

صفر وہ مہینہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے معمول کی عبادت کے علاوہ نہ کوئی خاص عبادت کی ہے اور نہ ہی ہمیں اس کا حکم دیا اور نہ کسی خاص بلا سے بچنے کے لیے خبردار کیا ہے مگر جو توہمات اور شگون جو اس ماہ سے منسوب کیے جاتے ہیں ان کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں ہے۔عربوں کے ہاں اس ماہ سے متعلق جو غلط تصورات پائے جاتے تھے اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عرب حرمت کی وجہ سے تین ماہ ذوالقعدہ،ذوالحجہ اور محرم میں جنگ وجدل سے باز رہتے اور انتظار کرتے کہ یہ پابندی ختم ہو اور وہ لوٹ مار کریں لہٰذا صفر کے شروع ہوتے ہی وہ لوٹ مار،رہزنی اور جنگ وجدل کے ارادے سے جب گھروں سے نکلتے تو ان کے گھر خالی رہ جاتے یوں عربی میں یہ محاورہ صفر المکان (گھر کا خالی ہونا) معروف ہو گیا۔صفر اور صفر کے معنی ہیں خالی ہونا جیسے صفر کا ہندسہ،عربی میں اسے بیت صفر من المتاع (گھر سامان سے خالی ہو گیا) کہتے ہیں۔(لسان العرب از منظور احمد ج4 ص462)

مشہور مؤرخ دان سخاوی نے اپنی کتاب المشہور فی اسماء الایام والشہور میں ماہ صفر کی یہی وجہ تسمیہ لکھی ہے۔عربوں نے جب دیکھا کہ اس مہینے میں لوگ قتل ہوتے ہیں اور گھر برباد یا خالی ہوتا ہے انھوں نے اس سے شگون لیا کہ یہ مہینہ ہمارے لیے منحوس ہے اور گھروں کی بربادی اور ویرانی کی اصل وجہ پر غور نہ کیا نہ ہی اپنے عمل کی خرابی کا احساس کیا نہ لڑائی جھگڑے اور جنگ وجدال سے خود کو باز رکھا بلکہ اس مہینے کو ہی منحوس ٹھہرایا۔

نحوست کے بارے میں قرآن مجید میں ہے:وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا. اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا.

”اور ہر انسان کا شگون ہم نے اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم ایک کتاب اس کے لیے نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا،پڑھ اپنا نامۂ اعمال آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔“

(بنی اسرائیل:14-13)

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ انسان کی نحوست کا تعلق اس کے اپنے عمل سے ہے جبکہ انسان عموماً یہ سمجھتا ہے کہ نحوست کہیں باہر سے آئی ہے چنانچہ وہ کبھی کسی انسان کو کبھی جانور کبھی کسی عدد کو اور کبھی کسی مہینے کو نحوس قرار

دینے لگتا ہے۔

عربی میں نحوست کے لیے لفظ طیرہ استعمال ہوتا ہے اور یہ طیر سے نکلا ہے جس کے معنی پرندے کے ہیں۔ عربی چونکہ پرندے اڑانے سے فال لیتے تھے اس لیے طائر بدفالی کے لیے استعمال ہونے لگا، اسلام میں کوئی دن، جگہ یا انسان منحوس نہیں بلکہ وہ انسان کا اپنا طرز عمل رویہ، اخلاق اور طریقہ ہوتا ہے جو اس کیلئے مختلف آزمائشوں کا سبب بن جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ''بھلائی جو تمہیں پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور برائی جو تمہیں پہنچے تو وہ تمہارے نفس کی طرف سے ہے'' (النساء:79) اسی طرح سورۂ توبہ میں فرمایا: قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ''کہہ دیجئے کہ ہمیں ہرگز مصیبت نہیں پہنچ سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے حق میں لکھ رکھی ہے، وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو تو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔''(توبہ:51)

نبی کریم ﷺ کا ارشادگرامی ہے: وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ ''اور اس بات پر یقین کرلو کہ اگر پوری امت جمع ہوکر تمہیں نفع پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تمہارے حق میں لکھ دیا ہے اور اگر پوری امت جمع ہوکر تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تمہارے حق میں لکھ دیا ہے۔''(ترمذی:2516)

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے، آپ نے تین بار فرمایا اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں (اسے وہم ہوجاتا ہو) لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی وجہ سے اسے دور کردیتا ہے۔ اہل کتاب بھی جب دین کی اصل تعلیمات سے دور ہوگئے تو اس طرح کے شگون لینے لگے جن کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ ''کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا وہ جبت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں۔''(النساء:51)

جبت درحقیقت بے اصل اور بے فائدہ چیز کو کہتے ہیں اور شگون کی بھی کوئی اصل بنیاد اور حقیقت نہیں ہوتی اس لیے اسلام میں ایسی چیزیں جو جبت کے تحت آتی ہیں جیسے کہانت، فال گیری، شگون اور توہمات سے منع کیا گیا ہے۔ کسی چھوٹی سی تکلیف یا طبیعت کی خرابی پر دوسروں کو موردالزام ٹھہرانا اور لوگوں کے ساتھ باہمی تعلقات خراب ہونے پر اپنی غلطی اور کوتاہی کا جائزہ لینے کی بجائے یہ خیال کرنا کہ ضرور کسی نے جادو کیا ہے یا اس قسم کے دیگر توہمات رکھنا جو پیار و محبت کے رشتوں کو ختم کردیتے ہیں جس کی وجہ سے انسان اپنے عمل کی درستی اور اصلاح سے ہٹ جاتا ہے، نتیجتاً انسان تہارہ جاتا ہے اور نفسیاتی مریض بن جاتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بدشگونی کسی کام سے روک دے تو اس نے یقیناً شرک کیا (صحیح الجامع:6264)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں پہلی قوموں کا تذکرہ کیا ہے وہاں کئی اقوام کے بارے میں یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اپنے انبیاء سے بدشگونی لیتے تھے اور جب کوئی مصیبت نازل ہوتی تو وہ کہتے کہ یہ اسی نبی کی وجہ سے آئی ہے مثلاً موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بارے میں فرمایا: فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَذِهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَى وَمَنْ مَعَهُ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ''جب انہیں کوئی اچھی چیز ملتی تو کہتے ہم تو اس کے حق دار ہیں اور اگر ان کا کوئی نقصان ہوجاتا تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں سے بدشگونی لیتے حالانکہ ان کی شومئ قسمت تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ کچھ نہیں جانتے۔''(الاعراف:131)

بندۂ مومن کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ نقصان ہونے کی صورت میں کسی سے بدشگونی لے یا کسی کو منحوس تصور کرے بلکہ اسے نقصان ہونے سے پہلے بھی اس بات پر پختہ یقین ہونا چاہیے کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نقصان نہیں ہوتا اور نقصان ہوجانے کے بعد بھی وہ یہی کہے کہ یہ اللہ کی

طرف سے لکھا ہوا تھا اور یہ ہو کر ہی رہتا تھا۔

بعض لوگ ستاروں کے ذریعے فال نکالتے اور شگون لیتے ہیں مثلاً کسی کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ تمہارا ستارا فلاں ہے اور وہ آج کل گردش میں ہے اس لیے تم جو کاروبار اب شروع کرو گے اس میں خسارہ ہوگا اور اگر تم شادی کرو گے اس میں برکت نہیں ہوگی حالانکہ کسی کی قسمت یا اس کے مستقبل کے امور کا ستاروں سے کوئی تعلق نہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جاہلیت کے کاموں میں سے چار کام میری امت میں ایسے ہوں گے جنھیں وہ چھوڑنے پر تیار نہیں ہوں گے۔ حسب (قومیت) کی بنیاد پر فخر کرنا، کسی کے نسب میں طعنہ زنی کرنا، ستاروں کے ذریعے قسمت کے احوال معلوم کرنا (یا ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا) اور نوحہ کرنا۔ (مسلم کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحۃ 934:)

ایک اور مقام پر فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو بدشگونی لے یا جس کے لیے بدشگونی لی جائے یا جو (علم نجوم کے ذریعے) کہانت کرے یا جس کے لیے کہانت کی جائے یا جو جادو کرے یا جس کے لیے جادو کا عمل کیا جائے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ: 934)

امام کائنات ﷺ کا فرمان ہے: جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور اس سے کسی چیز کے متعلق سوال کرے تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ (مسلم: 2230 صحیح الجامع: 594)

کاہن کے پاس جانے والے کے متعلق فرمایا: جو شخص کسی کاہن کے پاس جائے پھر اس کی باتوں کی تصدیق کرے گویا اس نے نبی ﷺ پر اتارے گئے دین الٰہی سے کفر کیا۔ (صحیح الجامع: 5939)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے جو ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے وہ یہ لوگ ہیں: جو دم نہیں کرواتے، شگون نہیں لیتے، آگ سے اپنا جسم نہیں داغتے اور صرف اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔ (مسلم: 218 بخاری: 3410-5705)

توہمات کا عالم تو یہ ہے کہ آج انفارمیشن ٹیکنالوجی سے آراستہ کروڑوں روپے کی کوٹھی تعمیر کرنے کے بعد چھت پر الٹی ہانڈیاں لٹکائی جاتی ہیں۔ سفید پوش گھرانوں کے کھلنڈر نوجوان اس زعم باطل میں مبتلا رہتے ہیں کہ وہ امریکی اور آکسفورڈ یونیورسٹیوں سے علم کی روشنی حاصل کر چکے ہیں لیکن ہاتھوں میں لوہے کے کڑے اور چنگ کے چھلے بازوؤں پر چمڑے کے تعویذ باندھنے کو وہ بھی ضرور تصور کرتے ہیں۔

نئی گاڑیاں یا رکشے کے پیچھے جوتا لٹکایا جاتا ہے اگر اس سے بلا ٹلتی ہے تو چلانے والے کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈالنا چاہیے تاکہ اسے بھی کسی کی نظر نہ لگے، اگر کسی کو چھینک آجائے تو جواب دینے کی بجائے کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ کوئی یاد کر رہا ہے۔ کوا منڈیر پر بولے تو یہ وہم کیا جاتا ہے کہ کوئی مہمان آئے گا بچہ پیدا ہو جائے تو لوہے کی کوئی چیز اس کے سرہانے رکھ دیتے ہیں اگر لوہا مصیبت سے بچا سکتا تھا تو لوہار کوئی نہ مرتا، اگر چمڑے والا تعویذ مصیبت ٹال سکتا ہے تو کوئی موچی نہ مرتا، اگر کوئی ہنڈیا نظر بد سے بچا سکتی ہے تو کمہار ضرور نظر بد سے محفوظ رہتے۔ الغرض ماہ صفر منحوس نہیں اور نہ ہی اس میں بلائیں اترتی ہیں یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔

ماہ صفر میں خاص ترتیب اور خاص مقدار میں تسبیحات پڑھنے اور نفل ادا کرنے کا جس کا ذکر کتاب 12 ماہ کی نفل نماز میں لکھا ہے بے اصل اور بے سند ہے جس کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بعض لوگ ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کو شیرینی تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کو سیر کرنے جاتے ہیں، اس روز کو نحس و نامبارک جان کر پرانے برتن گلی میں توڑ ڈالتے ہیں اور تعویذ و چھلہ چاندی اس روز کی صحت بخش جناب رسول اللہ ﷺ مریضوں کو استعمال کرتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

اس کے متعلق امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کا فتویٰ ہے کہ:

آخری چہار شنبہ (بدھ) کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن حضور ﷺ کے صحت پانے کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتنوں کو توڑ دینا گناہ اور اضاعت مال ہے۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص 193-194)

اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کے عقائد و اعمال کی اصلاح فرمائے اور قرآن و سنت پر عمل کرنے اور بدعات و خرافات سے بچا کر رکھے۔ آمین

مولانا سعید احمد حنیف سلفی جوارِ رحمت میں

از قلم: مولوی ابوبکر سعید   تصحیح وتہذیب: مفتی عبیداللہ خاں عفیف حفظہ اللہ

نام ونسب

سعید احمد حنیف سلفی بن حضرت مولانا محمد حسین خان بن مولانا اسماعیل خان بن میاں محمد امین خان بن بہو خان بن محمد عظیم خان بن رستم خان بن غریب نواز خان رحمهم الله رحمة جمة۔ آپ کا خاندان میر جلال خان بلوچ کے منجھلے صاحبزادہ میر جاتن خانؒ کی اولاد ہونے کے ناطے سے جتوئی بلوچ کہلاتا ہے۔

تاریخ ولادت

آپ موضع کی بلوچاں منڈی گرو ہرسائے تحصیل مکتسر ضلع فیروز پور مشرقی پنجاب میں مورخہ 18 ذوالقعدہ 1364ھ بروز جمعرات تولد ہوئے

چوکھٹا

میانہ قد فربہ جسم، سرخ وسپید رنگت قدرے گندمی، کشادہ جبیں، درمیانی خوبصورت آنکھیں جن میں شب بیداری کے سرخ سرخ ڈورے پڑے ہوئے، حنائی ریش، مسنون پٹے دار بال، اجلا سفید لباس، سر پر کپڑے کی سفید ٹوپی مگر مذہبی، سماجی اور سیاسی تقاریب میں جناح کیپ سجا لیتے۔ جوانی میں ملتانی لاچا اور کھسہ پہنتے تھے۔

طبعی مزاج

مزاج میں لطافت، گفتار میں حلاوت، لہجہ میں رزانت، آواز میں سوز وگداز، توحید وسنت کے داعی، مسلک اہلحدیث کے فدائی، سلف صالحین کے شیدائی جھنگ شہر کے نامور اور ہردلعزیز عالم دین تھے، مرحوم کا انتقال پرملال مورخہ 24 رجب 1434ھ الموافق 6 جون 2013ء کو ہوا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

خاندانی پس منظر

سلفی صاحب کے والد گرامی مولانا محمد حسین جتوئی نے شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کے مدرسہ نذیریہ میں تعلیم حاصل کی اور جماعت ہندو پاک کے مفتی زماں اور مشکوٰۃ کی جلد ثانی اور جامع ترمذی جلد ثانی کے شرح تحفۃ الاحوذی کی جلد ثالث ورابع کے شارح شیخ الحدیث ابوسعید شرف الدین محدث دہلویؒ سے صحیح بخاری پڑھ کر سند اجازت حاصل کی۔ صحیح بخاری کا امتحان محدث العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ نے لیا اور مولانا مرحومؒ نے اچھے نمبروں میں امتحان پاس کیا۔

سلفی صاحبؒ کے دادا جان الحاج مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ الجلیل نے دارالعلوم دیوبند اور سہارنپور میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد دہلی آکر آپ نے مدرسہ نذیریہ دہلی کے شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاپ گڑھی سے صحیح بخاری پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے اپنے گاؤں کئی بلوچاں تشریف لے آئے، اس علاقے میں سکھوں اور حنفی مسلمانوں کی کثرت تھی، اہلحدیث کی آبادی نہ ہونے کے برابر تھی آپ نے کمر ہمت باندھی اور کتاب وسنت سے ناآشنا ماحول میں توکلا علی اللہ کتاب وسنت کی دعوت کا آغاز کر دیا

احیاءِ سنت کے سلسلہ میں بہت سے مباحثوں، مجادلوں اور مذاکرات سے گزرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں نصرت اور ان کی لوجہ اللہ مخلصانہ تبلیغ سے اس نواح کے گیارہ دیہات میں نماز جمعہ پڑھی جانے لگی، علی ہذا القیاس سلفی صاحب کے پردادا اگرچہ میاں محمد امین خان مشہور اصطلاح کے مطابق مستند عالم تو نہ تھے تاہم سلفی المنہج، شب زندہ دار اور تلاوت قرآن تھے۔ آپ کے چوتھے دادا یعنی پردادا کے دادا میاں محمد عظیم خاں حنفی المذہب، مستجاب الدعوات، صاحب الکرامۃ اور مرجع الخلائق

بزرگ تھے۔ ناناجان میاں ابراہیم بن میاں محمد امین مذکور بڑے باو جاہت بزرگ تھے۔ شریعت کے تحفظ میں اتنے غیور اور جسور تھے کہ آپ کے عہد سیادت میں ہمارے گاؤں میں ڈھولک تک نہ بجے، حالانکہ بلوچ قوم شادی نکاح کی تقریب میں ڈھولک پر گھمبر ڈالنے کی خوگر چلی آرہی ہے۔ شریعت کی پاسداری میں ہمارا گاؤں مثالی گاؤں تھا یہاں تک کہ مولانا اسماعیلؒ زانیوں اور شرابیوں پر بھی حد لگاتے تھے۔ کئی ایک سکھ ان کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ سلفی صاحب کی والدہ ماجدہ بڑی زاہدہ، صابرہ، شاکرہ، شب زندہ دار اور تلاوۃ للقرآن خاتون تھیں۔ ہر ماہ چھ قرآن اور ماہ رمضان المبارک میں دس قرآن مجید پڑھنے کا معمول رہا کیا۔

فائدہ

ہمارے پردادا مولانا اسماعیلؒ نے طالب علمی کے دور ہی میں اپنی بستی میں فریضہ جمعہ کا آغاز کرنے کے بعد تحصیل علم کے لیے دارالعلوم دیوبند داخلہ لے لیا۔ منڈی گروہر سا کے غالی حنفی مولوی اکرم نے دارالعلوم دیوبند کی انتظامیہ کو اطلاع دی کہ آپ کے طالب علم مولوی اسماعیل بلوچ نے اپنے گاؤں میں جمعہ کی نماز کا احیاء کر دیا ہے۔ اطلاع ملنے پر انتظامیہ نے آپ کو محض اس لیے مدرسہ سے خارج کر دیا کہ اس نے مذہب حنفی کے خلاف قرآن وحدیث کے مطابق گاؤں میں جمعہ کی نماز کا احیاء کر دیا ہے۔ واہ رے حنفی مذہب تیری کیا شان ہے فاعتبروا یااهل الحدیث۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ کا گھرانہ چار پشتوں سے دینی علوم کی تبلیغ وتدریس میں مصروف رہا۔ آپ نامور شیخ الحدیث، استاذ العلماء مفتی عبیداللہ خاں عفیف کے شفیق صغیر ہیں۔ غرضیکہ آپ نے بھی اپنی عمر عزیز اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر مسلک اہلحدیث کی تبلیغ وترویج میں بسر کی ہے۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے قریبی گاؤں کے لوئر مڈل اسکول چک نمبر 530 گ ب سے کیا اور پرائمری تک تعلیم حاصل کی جبکہ ناظرہ قرآن مجید اپنے والد گرامی مولانا محمد حسین فیروز پوری سے پڑھنے کے بعد دینی تعلیم کی تحصیل کے لیے چپکے سے گھر سے نکلے اور مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ میں داخل ہو گئے اور ایک سال گھر میں خط تک نہ لکھا۔ ایک سال کے بعد اطلاع دی کہ میں اوڈانوالہ میں زیر تعلیم ہوں پھر آپ مدرسہ خادم القرآن والحدیث جھوک دادو طور چلے آئے۔ وہاں کچھ عرصہ پڑھنے کے بعد جامعہ سلفیہ میں داخل ہو گئے اور یکم دسمبر 1964ء میں جامعہ سلفیہ سے سند فراغت حاصل کی۔ اسی طرح کچھ وقت محکمہ اوقاف کی علماء اکیڈمی بادشاہی مسجد لاہور میں بھی زیر تعلیم رہے۔

مشہور اساتذہ

شیخ الحدیث حافظ ابوالحسن عبداللہ بڈھیمالویؒ، شیخ الحدیث پیر محمد یعقوب قریشیؒ، جامع معقولات مولانا شریف اللہ خاںؒ، مولانا محمد صادق خلیلؒ، مولانا عبدالرشید ہزارویؒ، مولانا حافظ بنیامین طورؒ، مولانا محمد حسین طورؒ اور مولانا علی محمد توحسلم۔

خطابت وامامت

دو برس مختلف مدارس میں تدریس کے بعد 1966ء میں جھنگ سٹی کی مرکزی مسجد اہلحدیث باب عمر فاروقؓ میں امامت اور تدریس پر فائز ہوئے اور عمر عزیز کی تمام توانائیاں پورے 42 برس اسی مسجد میں مسلک اہلحدیث اور منہج سلف کی آبیاری میں صرف کر دیں۔

تدریسی خدمات

ہر قسم کی تشہیر ونمائش سے گریزاں اسی مسجد میں 42 برس تدریسی خدمات سرانجام دیں، نہ صرف مقامی سینکڑوں طلبہ اور سفید ریش افراد آپ کے تدریسی نشاطات سے مستفید ہوئے بلکہ متعدد طلبہ نے آپ سے قرآن حفظ کیا طلبہ کی طرح طالبات نے بھی کسب فیض کیا اور درس نظامی کی کتب صحاح ستہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی، یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے کہ بروقت امام، خطیب اور مدرس تھے۔ عقیدہ توحید اور منہج سلف کے داعی اور مسلک اہلحدیث کی ترویج واشاعت میں عمر بھر مصروف رہے اور یہ سعادت کیا کم ہے کہ معمول کے مطابق صبح کے درس میں 2 مرتبہ قرآن مجید کا درس مکمل کیا۔ آپ کا یہ درس احکام ومسائل، علمی نکات، تفسیری مطالب او راسرار شریعت پر مشتمل ہوتا تھا۔ مزید برایں علمی فوائد اور مسائل پر متعدد

ڈائریاں بھری پڑی ہیں۔

استقامت اورسیرت وکردار

اللہ تعالیٰ نے سلفی صاحب ؒ کو بڑی مطلوب صلاحیتوں جیسے شجاعت، جلالت، زہدوعفت، جودوسخا،خودداری،مہمان نوازی،اعمال صالحہ،اخلاق حمیدہ، اطواررشیدہ، خصائل جمیلہ ،اطوارنبیلہ،شرم وحیاء جیسے مطلوب فضائل فیاض ازل نے بڑی فیاضی کے ساتھ ودیعت فرمائے تھے ۔ اسی طرح عقیدہ توحیداورمنہج سلف کی گرویدگی آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی اتوحیدوسنت اورتحفظ ناموس صحابہ کے سلسلہ میں پیش آمدہ محن ومصائب سے بڑی استقامت کے ساتھ نبردآزمارہے چندواقعات ملاحظہ فرمائیں۔

مسجدپرشیعہ کاخونچکاں حملہ

شیعہ ٹولے نے بلاکسی وجہ سے 25مارچ 1969ء میں مرکزی مسجداہلحدیث باب عمرفاروق ؓ پرمسلح حملہ کردیا۔اس خونچکاں حملہ میں جھنگ شہر کے جیدعالم دین مولاناشیریں دیوبندی جام شہادت نوش فرماگئے حملہ آوروں کی بے تحاشافائرنگ سے متعددسنی افرادزخمی ہوئے۔ان حملہ آوروں کی بربریت کے آثاراب بھی مسجد کے ستونوں پرجھلک رہے ہیں، سلفی مرحوم کے ساتھ کھڑے ساتھی زخمی ہوئے مگراللہ تعالیٰ نے سلفی صاحب ؒ کومحفوظ رکھا۔اس حادثہ فاجعہ کے بعدمقدمات اورلیبارٹریوں میں شہیداور زخمیوں کے خون کے ٹیسٹ اورآئے دن کی عدالتی تاریخوں کے چکراور ہر قسم کے خطرات کونظراندازکرکے حملہ آوروں کے خلاف چشم دیدگواہ کی حیثیت سے ڈٹے رہے نہ بکے نہ دبے اورنہ ہی مسجدچھوڑی۔ان کی جگہ اگرموجودہ علماءجیساکوئی ہوتاتووہ مسجدچھوڑکرچلتانظرآتامگرسلفی صاحب ؒ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے لرزہ خیزحالات کاپورے استقلال اورپامردی کے ساتھ سامناکیا۔

شیعہ ٹولے کی آئے دن کی ان چیرہ دستیوں کے ردعمل میں ناموس صحابہ ؓ کے تحفظ میں سپاہ صحابہ کے نام سے شیعہ کے مقابلے میں ایک تنظیم جلوہ گرہوئی جن کے ناظم اعلیٰ مولاناحق نوازجھنگوی شہید تھے ۔ موصوف بڑے سرگرم،نڈر،بے باک،مگرولولہ انگیزمقرراورخطیب تھے۔ سلفی صاحب ؒ کی ان کے ساتھ گاڑھی چھنتی تھی،ناموس صحابہ ؓ کے تحفظ میں ان کے ساتھی تھے۔تحفظ ناموس صحابہ کے جرم میں جب انتظامیہ مولاناحق نوازکوپابجولاں پس دیوارزنداں بھیج دیتی توان کی رہائی کے لیے مولاناسلفی اپنے تمام وسائل ان کی رہائی کے لیے وقف کردیتے اوررہائی تک چین سے نہ بیٹھتے۔

راولپنڈی سے قتل کی دھمکی کاخط

جب 22فروری 1990ء کومولاناحق نوازکوشہیدکردیاگیا، ان کی شہادت کوابھی 51دن گزرے تھے۔اس شہیدکی رفاقت اورہم آہنگی کے جرم میں مورخہ 13اپریل 1990ء کوراولپنڈی سے حضرت سلفی ؒ کو ایک خط موصول ہواجس میں لکھاتھا: آپ کی مسجداہلحدیث کواسی ماہ اپریل میں بم مارکراڑادیاجائے گااورآپ کوحق نوازکی طرح پوری بے دردی کے ساتھ قتل کردیاجائے گااورآپ کے بچوں کوزندہ جلادیاجائے گا۔ اس خطرناک دھمکی کے باوجودسلفی صاحب ؒ کی پامردی میں سرموفرق نہیں پڑااور تاصحت اسی مرکزی مسجدمیں رہاکیے۔یہ خط جھنگ کے مقامی اخبارروزنامہ عروج میں جلی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوچکاتھا۔

(ملاحظہ ہوں روزنامہ عروج شمارہ 87ص 1تا 2-3)

تیسراواقعہ

سوچی سمجھی سازش کے تحت شیعہ کے ایک ٹولے نے باب عمر فاروق ؓ کے پاس آکرحضرات خلفاء ثلاثہ اورصحابہ ؓ پرتبرابازی شروع کر دی۔شیعہ ٹولے کی اس بدتمیزی اورہلڑبازی پرسنی حضرات بھی گھروں سے نکل آئے اورخونی تصادم کاخطرہ منڈلانے لگا۔سلفی صاحب ؒ نے جب صحابہ ؓ کے خلاف تبرابازی سنی توصحابہ کرام ؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آپ کی قلبی وابستگی نے گوارانہ کیا۔لاؤڈسپیکرپرآکرانتظامیہ کومتنبہ کیااور اس ہلڑبازشیعہ ٹولے کووارننگ دی کہ وہ پانچ منٹ کےاندراندریہاں سے چلے جائیں ورنہ حالات خراب ہوجائیں گے اورخرابی حالات کی تمام تر ذمہ داری شیعہ ٹولے اورانتظامیہ پرعائدہوگی۔

(بقیہ ص:24)

صحابہ کرامؓ کی تعریف، فضائل اور مشاجرات

حافظ شبیر صدیق

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ''اللہ ان لوگوں سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی عظیم کامیابی ہے''
(التوبۃ:100)

قرآن وحدیث میں صحابہ کرامؓ کے بے شمار فضائل بیان ہوئے ہیں۔ ہم اختصار کے ساتھ ان کو بیان کریں گے مگر اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ صحابی کسے کہتے ہیں؟ عموماً تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ نبی ﷺ کے کسی بھی ساتھی کو صحابی کہا جاتا ہے مگر صحابی کی یہ تعریف ناکافی ہے اس لیے ہم صحابی کی تعریف مثالوں سے واضح کریں گے تاکہ صحابی کا نام لیتے وقت یہ تعریف ہمارے ذہن میں ہو کہ صحابی کسے کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ بڑی جامع تعریف لکھتے ہیں: مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ مُؤمِنًا بِهِ وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ ''صحابی وہ شخص ہے جو نبی ﷺ سے اس حال میں ملا ہو کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کی موت بھی اسلام پر ہوئی ہو۔'' (نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر ص: 31) مندرجہ بالا تعریف میں صحابیت کے ثبوت کے لیے چار شرائط ہیں۔ ذیل میں ان کی مختصر وضاحت دی جا رہی ہے۔

نبی کریم ﷺ سے ملاقات

صحابیت کے ثبوت کے لیے ضروری ہے کہ اس شخص کی نبی ﷺ سے ملاقات ثابت ہو یہ ملاقات خواہ ایک لمبا عرصہ ہو جیسے ابوبکر صدیقؓ ایک طویل عرصہ نبی ﷺ کے ساتھ رہے، خواہ یہ ملاقات چند لمحات پر مشتمل ہو جیسے ایک شخص میدان جہاد میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! میں پہلے جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے اسلام قبول کرو پھر قتال کرنا۔'' اس آدمی نے کلمہ پڑھا اور اسی وقت دشمن کے خلاف لڑنا شروع ہو گیا۔ لڑتے لڑتے وہ اسی معرکے میں شہید ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی نے عمل تو تھوڑا کیا ہے مگر اجر بہت زیادہ پا گیا ہے'' (صحیح بخاری: 2808) گویا اس صحابی کا نبی ﷺ کے ساتھ ملاقات کا دورانیہ چند لمحات پر مشتمل تھا۔

لقاء بحالت ایمان ہو

صحابی ہونے کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھ یہ ملاقات ایمان کی حالت میں ہو اس لیے کہ صرف ملاقات ہونا کافی نہیں بلکہ ایمان کی حالت میں ملاقات ہونا ضروری ہے۔ کفار ومشرکین آپ ﷺ سے ملتے تھے مگر ایمان نہیں لائے، اس لیے وہ صحابہ کرامؓ میں شمار نہیں ہوں گے۔ اسی طرح منافقین بھی نبی ﷺ کے ساتھ رہتے تھے مگر ان کا ایمان صرف ظاہری تھا باطنی نہیں تھا، دلی طور پر وہ ایمان نہیں لائے تھے اس لیے ان کا شمار بھی صحابہ کرامؓ میں نہیں ہوگا۔ صحابی صرف وہی شخص ہوگا جو صحیح طور پر ایمان لایا اور ایمان ہی کی حالت میں نبی ﷺ سے ملاقات بھی ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ پر ایمان

شرف صحابیت کو پانے کے لیے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ شخص ایمان بھی نبی ﷺ پر لائے۔ دور نبوت میں ایسے لوگ موجود تھے جو ایمان دار تو تھے مگر ان کا ایمان نبی ﷺ پر نہیں بلکہ دوسرے انبیاء پر تھا۔ مثلاً: بحیرہ راہب۔ اس نے ہر مشکل موقع پر نبی ﷺ کی حمایت کا اعلان تو کیا تھا مگر اس کا ایمان عیسیٰ علیہ السلام پر تھا نبی ﷺ پر نہیں۔ گویا صحابی ہونے کے

لیے صرف ایمان دار ہونا ضروری نہیں کہ کسی بھی نبی پر ایمان ہو بلکہ آخری نبی ﷺ پر ایمان لانا شرط ہے۔

اسلام پر موت

چوتھی شرط یہ ہے کہ اس شخص کی موت بھی اسلام پر ہو۔ کچھ لوگ ایسے تھے جو اسلام تو لائے مگر پھر مرتد ہو گئے اور اسی ارتداد پر ان کی موت واقع ہوئی، مثلاً: عبداللہ بن خطل اسلام تو لایا مگر پھر مرتد ہو گیا۔ مرتد ہونے کے بعد نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو بہت تنگ کرتا اور اشعار میں ان کی ہجو کرتا تھا۔

فتح مکہ کے وقت نبی ﷺ نے فرمایا: ابن خطل جہاں بھی ملے اسے قتل کر دینا۔ ایک صحابی نے آ کر بتایا: ''یارسول اللہ ﷺ! ابن خطل بیت اللہ کے غلاف کے ساتھ لپٹا ہوا ہے'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' (صحیح بخاری: 1846)

محترم قارئین! کسی بھی شخص کے صحابی ہونے کے لیے ان چار شرائط کا ہونا ضروری ہے جس میں یہ چار شرائط پائی جاتی ہوں وہ صحابی ہے اور وہ بہت زیادہ مقام و مرتبے کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھی لوگوں کے لیے قرآن مجید میں اپنی رضا و محبت کا اعلان فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی احادیث میں اس عظیم گروہ کے مناقب کو بیان کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے اس کے بعد میرے صحابہ اور تابعین کا زمانہ بہترین زمانہ ہے۔'' (صحیح بخاری: 3650)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی فلاح و کامیابی اس کے پہلے دور میں ہے۔'' (صحیح مسلم: 1844) یعنی صحابہ کرامؓ کے دور میں جو اعمال کا طریقہ کار تھا اسی پر چلنے میں کامیابی ہے۔ اگر لوگ اپنی سوچ کے مطابق عمل کریں گے تو ان کے اعمال قابل قبول نہیں ہوں گے۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ 2:137 میں بیان کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے وجود کو اس امت کے لیے امان قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: جس طرح ستارے آسمان کے لیے امان ہیں اسی طرح میرے صحابہ میری امت کے لیے اس زمین پر امان ہیں جب یہ چلے جائیں گے تو امت کو فتنوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (صحیح مسلم: 2531) یعنی جیسے ہی صحابہ کا وجود اس زمین سے اٹھ جائے گا تو پھر فتنہ اور فساد برپا ہونا شروع ہو جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی شخص اگر احد پہاڑ کے برابر بھی اللہ کی راہ میں سونا خرچ کر دے تو وہ میرے صحابی کے آدھا مد خرچ کیے گئے سونے کے برابر بھی ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔'' (صحیح البخاری: 3673)

مشاجراتِ صحابہ

بعض گمراہ فرقے صحابہ کرامؓ کے درمیان ہونے والے تنازعات کو بنیاد بنا کر صحابہ کرامؓ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں وہ ایک گروہ کی تائید کرتے ہیں تو دوسرے کو اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا ایسا جرم ہے جو انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جس شخص نے میرے صحابہ کو سب و شتم کا نشانہ بنایا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (السلسلۃ الصحیحۃ: 339/5)

سلف صالحینؒ کا موقف یہ ہے کہ مشاجرات صحابہ کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے، ان کے درمیان جو تنازعات تھے ان کو بنیاد بنا کر کسی ایک صحابی کو بھی سب و شتم کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اللہ عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ صحابہ کرامؓ کے درمیان تنازعات ہوں گے مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اللہ ان سے راضی ہے جب اللہ کی رضا ان کو حاصل ہے تو پھر ہمیں بھی ان کے بارے میں اچھے کلمات ہی کہنے چاہئیں اسی چیز کا اللہ تعالیٰ نے بھی حکم دیا ہے۔

اپیل

ایک نیک و صالحہ خاتون کا کم سن بچہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون. تمام قارئین کرام تہہ دل سے خصوصی اوقات میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور اس نعمت عظمیٰ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین (دعا گو: وقار عظیم بھٹی)

تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

محمد عابد رحمت

"ہم آگے ہی بیٹھیں گے" یہ کہہ کر کالج کے دونوں طالب علم ہاتھوں میں موبائل پکڑے منہ میں سپاری چباتے ہوئے زبردستی ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر جا بیٹھے، ڈرائیور اور کنڈیکٹر چیختے چلاتے رہ گئے مگر دونوں طالب علموں نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئے میں اسی گاڑی میں بیٹھا ان کے اس رویے پر حیران و ششدر رہ گیا۔ ابھی میں حیرانگی کے اسی شش و پنج میں تھا کہ مجھے حیرانگی کا ایک اور جھٹکا لگا کہ جب G.P.O چوک گاڑی اشارے پر رکی تو سامنے سے موٹر سائیکل پر سوار کالج کے دو طالب علم غلط ٹرن لیتے ہوئے گاڑی سے ٹکرا گئے "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" اور "ایک تو چوری اس پر سینہ زوری" کے مصداق دونوں طالب علم ڈرائیور کو برا بھلا کہنے لگے قریب تھا کہ نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ جاتی مگر ڈرائیور کی عاجزانہ التجا سے جان چھوٹی۔

"چھکے پہ چھکا" کے مصداق مجھے ایک اور حیرت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہوا یوں کہ کچھ ہی سفر طے ہوا تھا کہ چند اور طالب علم گاڑی میں آ بیٹھے۔ عجیب ہی کیفیت تھی ان کی، شرٹ کے بٹن کھلے ہوئے، ہاتھوں میں موبائل، بدکلامی کرتے ہوئے اور دنیا و مافیہا سے بے خبر سیٹوں پر براجمان ہوئے، کنڈیکٹر کے کرایہ مانگنے پر اسے استہزا کا نشانہ بنایا اور کرایہ دینے سے انکار کر دیا، کچھ ہی دیر بعد میرا اسٹاپ آ گیا اور میں اس پیش آنے والی عجیب و غریب کیفیت میں مبتلا اپنی منزل کی جانب چل دیا۔

دوسرے دن جب میں واپس فیصل آباد روانہ ہوا تو شیخوپورہ کے نزدیک کالج کا ایک طالب علم جس کے بال بکھرے ہوئے، پینٹ اور شرٹ صفائی ستھرائی سے محروم بس میں سوار ہوا۔ کنڈیکٹر نے جب کرایہ مانگا تو اس نے کرایہ دینے سے انکار کر دیا اور "میں سٹوڈنٹ ہوں" کا راگ الاپنے لگا، کنڈیکٹر نے اس سے سٹوڈنٹ کارڈ دکھانے کو کہا جو اس کے پاس نہیں تھا پھر بھی وہ کرایہ نہ دینے پر مصر تھا۔ کنڈیکٹر کے بار بار کرایہ مانگنے پر بھی وہ کرایہ نہ دینے پر بضد رہا تو کنڈیکٹر نے اس طالب علم کو ایک تھپڑ جڑ دیا پھر کیا تھا، طالب علم مشتعل ہو گیا اور کنڈیکٹر سے الجھ پڑا اور اسے دھمکیاں دینے لگا، کنڈیکٹر بھی "تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں" کے مصداق اس کی دھمکیوں کا ترکی بہ ترکی جواب دینے لگا۔ جب طالب علم شیخوپورہ اترا تو دوسرے لڑکوں کو فون کرنے لگا اس کے اس عمل پر دوسرا کنڈیکٹر گھبرا کر اس کی منتیں سماجتیں کرنے لگا اور بڑی مشکل سے طالب علم کو اس فعل سے باز رکھا۔

قارئین کرام! ان واقعات نے میرے ذہن میں اک طوفان سا بپا کر دیا اور میں ورطہ حیرت میں گم یہی سوچنے لگا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہی تعلیم دی جاتی ہے؟ کافی سوچ وبچار اور تحقیق و جستجو کے بعد میں اسی نتیجہ پر پہنچا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کا ماحول اور ہمارا موجودہ نصاب تعلیم ہی اس فساد کی جڑ ہے۔ جو طالب علموں کو ایسے غلیظ افعال اور تخریب کاری پر ابھارتا ہے جس کے سبب طالب علم طالب علم کم اور بدمعاش زیادہ دکھائی دیتا ہے۔

دوسری طرف اس حقیقت سے انحراف ممکن نہیں کہ ملکی معیشت کی تباہی و بربادی میں ایسے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء کا قلیل ہی سہی مگر ہاتھ ضرور ہوتا ہے۔ اس لیے کہ بسا اوقات چند طالب علم جمع ہو کر چلتی ہوئی بس کے سامنے آ جاتے ہیں اور اسے روکنے کی کوشش کرتے ہیں وہ چلتی ہوئی بس پر سوار ہونے یا پھر لٹکنے کی بھی کوشش کرتے ہیں، جس سے حادثات کا رونما ہونا کچھ بعید نہیں کہ جب ایسے حادثات رونما ہوتے ہیں تو طلباء مشتعل ہو کر جہاں کنڈیکٹر اور ڈرائیوروں پر ہاتھ اٹھانے سے گریز نہیں کرتے وہیں وہ ٹرانسپورٹس کو بھی شدید نقصان پہنچاتے ہیں جس سے ملکی معیشت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔

اس تلخ حقیقت سے بھی آنکھیں نہیں چرائی جا سکتیں کہ ایسے کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکلنے والے طلباء کی اکثریت معاشرے میں منفی کردار ادا کرتی ہے، ان میں سے کچھ ایسے طلباء بھی ہوتے ہیں جو دہشت

گردوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں اور ان کے آلہ کار بن کر ملک وملت کے لیے مضر ثابت ہوتے ہیں۔ یہیں پر بس نہیں بلکہ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ایسے طلباء نے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اپنی مختلف تنظیمیں بنا رکھی ہیں، ہر تنظیم ایک دوسرے سے بڑھ کر کالج و یونیورسٹی میں دہشت پھیلا کر اپنی دھاک بٹھانے کی کوشش کرتی ہے، قتل وغارت گری لڑائی جھگڑے و دنگا فساد ان کا وطیرہ بن چکا ہے، کالج اور یونیورسٹی کے درودیوار ان تنظیموں کے نعروں سے بھرے پڑے ہیں۔ بدقسمتی سے ایسی تنظیموں سے طلباء تو کیا اساتذہ بھی محفوظ نہ رہے۔ آئے روز اخبارات میں ایسے واقعات منظر عام پر آتے رہتے ہیں جنھیں پڑھ کر کوئی بھی انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ تعلیمی ادارے ہیں یا دہشت گردی کے اڈے؟

اس کے برعکس دینی مدارس کے طلباء کے خلاف نہ کبھی کسی عدالت میں مقدمہ چلا اور نہ ہی وہ قتل وغارت گری کے مرتکب ٹھہرے نہ ہی دینی مدارس کے طلباء کے مابین کوئی ایسی تنظیمیں موجود ہیں جنھوں نے مدارس کے درودیوار کو اپنی تنظیم کے حق میں لکھے نعروں سے رنگین کیا ہو یا پھر اپنی تنظیم کی دھاک بٹھانے کے لیے اساتذہ یا پھر طلباء پر تشدد کیا ہو نہ ہی کبھی انھیں سر راہ غنڈہ گردی اور بدمعاشی کرتے دیکھا گیا، ان کے حلیے بھی یہود و نصاریٰ کے مشابہ نہیں، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کنڈیکٹر اور ڈرائیور اور اسی طرح عوام ان کی دھمکیوں سے سہمے رہتے ہوں اور ان کی شرانگیزیوں سے بچنے کے لیے منتیں سماجتیں کی ہوں۔

دینی مدارس کا ماحول ایسا نہیں کہ یہاں سے نکلنے والے طلباء بے راہ روی کا شکار ہو کر غنڈہ گردی، دہشت گردی یا پھر تخریب کاری جیسے قبیح افعال کا ارتکاب کریں اور ملک و قوم کے لیے خطرہ ثابت ہوں بلکہ مدارس کے طلباء جب بھی نکلے تو امن کے پیامبر بن کر نکلے، جب بھی انھوں نے کچھ کیا تو صرف اور صرف لوگوں کی رہبری وراہنمائی ہی کے لیے کیا، اسی طرح دینی مدارس کا نصاب تعلیم ممتاز اور ماہرین تعلیم کا مرتب کیا ہوا ہے جو دینی اور دنیاوی تقاضوں کو پورا کرتا ہے اس نصاب سے براہ راست قرآن و سنت کو سمجھنے اور روزمرہ کے دینی مسائل کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اس نصاب سے شخصی آزادی اور حریت فکر حاصل ہوتی ہے۔

یہی وہ نکتہ ہے جو مدارس کے مخالفین کو پسند نہیں ان کا بنیادی مطالبہ یہ ہے کہ ایسا نصاب تعلیم رائج کیا جائے جسکی تدریس سے غلامانہ ذہنیت پیدا ہو، جوان کے ایجنڈے کی تکمیل کا باعث بنے، ایسا نصاب جس کو پڑھ کر دینی غیرت اور قومی حمیت کا جنازہ نکل جائے، اسلامی تعلیمات اس کے آداب اور اخلاقیات کی پہچان ختم ہو جائے۔

اس کے لیے آپ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں رائج نصاب تعلیم کا جائزہ لے سکتے ہیں جہاں "السلام علیکم" کی بجائے "ہیلو" "روزہ ایک عبادت" کے مضمون کو حذف کرنا "حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا تذکرہ ختم کر کے Model Millonaire" نامی سٹوری کو شامل کرنا "قرآنی سورتوں کا تعارف" جیسا اہم سبق ختم کرنا اور پاکستان کے اغراض ومقاصد، قومی پرچم کے آداب اور اسلامی ہیروز کا تذکرہ ختم کر دیا گیا ہے، یہ صرف چند جھلکیاں ہیں ان کی اور بھی بہت اس جیسی سازشیں ہیں جو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں

اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے؟ نصاب کی اس تبدیلی کو قبول نہ کرنا ہی ہمارا جرم ہے جس کی وجہ سے دینی مدارس کو سنگین الزمات کا سامنا ہے اور طرح طرح کی پابندیاں لگائی جارہی ہیں انھیں انتہاء پسند، دہشت گرد اور دقیانوسی جیسے القابات سے نوازا جارہا ہے۔ کس قدر غیر منصفانہ بات ہے کہ عیسائی مشنریوں کے تمام سکول اور کالج ہر قسم کی خرابیوں کی جڑ ہونے کے باوجود بھی آزادانہ طور پر کام کر رہے ہیں اس کے برعکس دینی مدارس اغیار کے اشاروں پر پابندیوں اور الزامات سے دوچار ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کا فیصلہ کیا جا چکا ہے جس کے لیے سرکاری تعلیمی نصاب کا ڈھانچہ تبدیل کر دیا گیا ہے اس راستے میں صرف دینی مدارس ہی ان کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں اور انھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اس چٹان کو ہٹائے بغیر وہ اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتے اس لیے وہ میڈیا اور اخبارات میں کالموں کے ذریعے دینی مدارس پر یلغار کر رہے ہیں۔

ایک کالم نگار نے حالیہ کوٹ رادھا کشن کے سانحہ کا ذمہ دار بھی دینی مدارس کو ہی ٹھہرایا اور حکومت کو یہ تجویز دی ہے کہ دینی مدارس کو اپنے کنٹرول میں کرے اس کالم نگار نے عوام کو یہ باور کروانے کی بھرپور کوشش کی ہے کہ ہر قسم کے فتنہ وفساد کی جڑ دینی مدارس ہی ہیں جبکہ وہ اس کالم کے ابتدا ہی میں کہتا ہے کہ تمام مذہبی علماء نے اس سانحے کی شدید مذمت کی ہے اور اسے قرآن وسنت کے خلاف قرار دیا ہے۔ ان علماء میں سے وہ دو کا نام بھی لیتا ہے۔ اب کوئی ذی شعور انسان ان صاحب سے پوچھے کہ یہ علماء مدارس سے نکلے ہیں یا کالج ویونیورسٹی سے؟

کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ ایک طرف تو وہ علماء کی کی گئی مذمت کو بھی قبول کرتا ہے تو دوسری طرف وہ اس سانحے میں علماء کو بھی ملوث کرنے پر تلا ہوا ہے ان کا یہ فلسفہ سمجھ سے بالاتر ہے، جب اس طرح کے الزامات پڑھنے اور سننے کو ملتے ہیں تو فوراً ہی ذہن میں یہ خیال کوندتا ہے کہ ایسے بے ہودہ اور بے بنیاد الزامات لگانے والے کیا واقعی ہی مسلمان ہیں؟ پھر میں خود ہی اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیتا ہوں۔ اس لیے کہ تاریخ اسلام میں شروع ہی سے ایسے ناخلف لوگ اپنے مفاد کی خاطر یہود ونصاریٰ کے آلہ کار بنتے رہے ہیں پھر اب تعجب کیا کرنا؟ اگر بالفرض ایسے لوگوں کے کہنے پر دینی مدارس کو بند بھی کر دیا جائے تو کیا دہشت گردی صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی؟ حالانکہ جب دینی مدارس کی بہتات تھی اور لوگوں کا رجحان بھی اس طرف تھا تو دہشت گردی کا دور دور تک نام ونشان بھی نہ تھا مگر جیسے ہی دینی مدارس کی تعداد میں کمی واقع ہوئی اور لوگوں کو ان سے متنفر کر دیا گیا۔ تو پھر دہشت گردی نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ دہشت گرد کہاں سے آئے؟ انھیں ہتھیار کون مہیا کرتا ہے؟ ان کا موجد کون ہے؟

آپ کو ان سوالات کے جوابات پیش کردہ حقائق سے بخوبی مل سکتے ہیں کہ دہشت گردوں کی پیداوار کہاں سے ہو رہی ہے اور ان کے پیچھے کون سے اسباب کارفرما ہیں؟ مگر افسوس تو اس بات پر ہے کہ دینی مدارس پر الزامات کی بوچھاڑ وہی لوگ کر رہے ہیں جو دینی مدارس کے ماحول اور نصاب سے ناآشنا ہیں۔

میری ان احباب گرامی سے نہایت ہی مودبانہ گزارش ہے کہ وہ دینی مدارس کے ماحول سے آشنائی حاصل کریں۔ دینی مدارس کے دورہ جات کریں اور عمیق نظر سے ان کا جائزہ لیں اسی طرح دینی مدارس میں رائج نصاب تعلیم کا گہرائی سے مطالعہ کریں پھر ہی ان پر یہ حقیقت آشکار ہوگی کہ دینی مدارس کس قدر نا صرف امت مسلمہ کے لیے بلکہ دنیا کے ہر انسان کے لیے مخلص اور بے ضرر ہیں۔ وہ تمام انسانوں کی فلاح وبہبود کے لیے دن دیکھتے ہیں نہ رات ہمہ تن کوشاں ہیں۔

بقیہ: مولانا سعید احمد حنیف جوارِ رحمت میں

آپ کی اس پرزور دار تنگ پر شیعہ ٹولے اور انتظامیہ کی دوڑیں لگ گئیں، جلوس کے غنڈے اپنے خون آلود ہاتھ مسجد کی دیوار پر ملتے ہوئے بھاگ گئے۔ آپ نے اس موقعہ پر احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ پولیس نے عہد شکنی کرتے ہوئے دانستہ طور پر شیعہ ٹولے کو صحابہ کرامؓ کے خلاف خبث باطنی کے اظہار کا موقع دیا ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ ایس ایس پی جھنگ نے جلوس کو نہایت حساس علاقے میں کھڑا کر کے ضابطہ کی نہ صرف خلاف ورزی کی ہے بلکہ جان بوجھ کر حالات خراب کرنے کی خباثت کی ہے۔ لہٰذا ایس ایس پی کی اس حماقت اور خباثت کے خلاف عدالت عالیہ سے رجوع کریں گے۔ اس نازک موقعہ پر مسجد کے ہنگامی اجلاس میں سنی حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی اس اجلاس کی اطلاع پا کر علاقہ مجسٹریٹ عبیداللہ سیال اور تھانہ جھنگ سٹی کے ایس ایچ او شیخ عبدالغنی نے وعدہ کیا کہ 10 محرم کا جلوس اذان ظہر سے قبل وقت مقررہ پر گزار دیا جائے گا۔ ان تمام حالات اور سوانح کی تفصیل کے لیے 27 محرم 1966ء مجریہ روزنامہ ماشاءاللہ ملاحظہ فرمائیں۔

زیارت حرمین شریفین

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ عمرہ کی سعادت سے بھی بہرہ مند ہیں۔ آپ اپنے ایک وفادار اور مخلص شاگرد حاجی محمد دینؒ کی دلچسپی سے 1995ء میں اس سعادت سے سرفراز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس سعادت کو استاذ اور شاگرد کے لیے توشۂ آخرت اور بلندی درجات کا زینہ بنائے۔ آمین (جاری ہے)

آسان نسخے

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے	وہاں تک چاہیے بچنا دوا سے
اگر تجھ کو لگے جاڑوں میں سردی	تو استعمال کر انڈے کی زردی
جو ہو محسوس معدے میں گرانی	تو پی لے سونف یا ادرک کا پانی
اگر خوں کم بنے بلغم زیادہ	تو کھا گاجر چنے شلغم زیادہ
جو بدہضمی میں تو چاہے افاقہ	تو کر لے ایک یا دو وقت فاقہ
جو پیچش ہے تو پیچ اس طرح کس لے	ملا کر دودھ میں لیموں کا رس لے
جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا	اگر ضعف جگر ہے تو کھا پپیتا
جگر میں ہو اگر گرمی دہی کھا	اگر آنتوں میں خشکی ہے تو گھی کھا
تھکن سے ہوں اگر عضلات ڈھیلے	تو فوراً دودھ گرما گرم پی لے
جو طاقت میں کمی ہوتی ہو محسوس	تو پھر ملتانی مصری کی ڈلی چوس
زیادہ گر دماغی ہے تیرا کام	تو کھایا کر ملا کر شہد بادام
اگر ہو دل کی کمزوری کا احساس	مربہ آملہ کھا اور اناناس
اگر گرمی کی شدت ہو زیادہ	تو شربت پی بجائے آب سادہ
جو دکھتا ہو گلہ نزلے کے مارے	تو کر نمکین پانی سے غرارے
اگر ہے درد سے دانتوں کے بیکل	تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مل

پریس ریلیز

زنا عذاب الٰہی اور فساد فی الارض کا سبب بنتا ہے جہاں زنا عام ہو جائے وہاں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ان خیالات کا اظہار ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان حافظ عبدالوہاب روپڑی نے اپنے ایک بیان میں کیا۔ انھوں نے کہا کہ آج بے حیائی و عریانیت کا مرض بڑھتا جا رہا ہے اور لوگوں کی عزت و آبرو الغرض دین و دنیا کو برباد کر رہا ہے، اس کے سدباب کے لیے پوری قوم متحد ہو کر حیا باختہ نام نہاد ثقافت، فحاشی و عریانی پھیلانے والے تمام ذرائع ابلاغ جو مغرب پرستی اور قوم کو مغربی تہذیب کا دلدادہ بنانے میں مصروف عمل ہیں ان کا بائیکاٹ کر کے اسلامی تہذیب و ثقافت کو اپنا کر اسلام دوستی کا ثبوت دے۔ انھوں نے مزید کہا کہ اسلام دین عدل ہونے کے ساتھ ساتھ امن و سلامتی کا درس دیتا ہے۔ دین اسلام نے تمام مذاہب کے ماننے والوں کے حقوق کا بھی اسی طرح تحفظ کیا جس طرح وہ اہل اسلام کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے، جیسا کہ قرون اولیٰ میں عدل و انصاف پر مبنی غیر مسلموں کے حق میں ایسے مثالی فیصلے دیے گئے جن کو دنیا میں آج بطور مثال پیش کیا جاتا ہے لیکن بدقسمتی سے آج کے دور میں اسلام کا دعویٰ کرنے والے بعض افراد کے افعال اسلام کے لیے سوالیہ نشان بن چکے ہیں۔ حال ہی میں کوٹ رادھا کشن میں ایک مسیحی جوڑے کو آگ میں زندہ جلا دیا گیا جبکہ اسلام ایسے افعال کی قطعاً اجازت نہیں دیتا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے کیڑوں اور مکوڑوں کو بھی آگ میں جلانے سے منع کیا ہے لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ وہ سینئر جج صاحبان کا پینل بنا کر تفتیش کرے جو لوگ اس گناؤنے جرم میں ملوث اور اس ہولناک واقعے کے مرکزی کردار ہیں انھیں قرار واقعی سزا دے تاکہ آئندہ کسی کو ایسا کرنے کی جرأت نہ ہو اس کے ساتھ ساتھ حکومت صرف ملزمان کو گرفتار کرے اور اس واقعے کی آڑ میں بے گناہ شہریوں کو پریشان کرنا بند کرے۔ (رپورٹ: وقار عظیم بھٹی)

جماعتی خبریں

پریس ریلیز

بندۂ مومن کا ہمیشہ یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے اس کے علاوہ نہ کوئی کسی کو نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس کے سوا یہ اختیار مخلوق انسانی میں نہ کسی پیر وفقیر، نہ کسی گدی نشین اور نہ ہی کسی نبی ورسول کے پاس ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر جماعت اہلحدیث پاکستان شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی نے خطبہ جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ اگر کوئی کمزور ایمان مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات اولیاء میں تقسیم کر رکھے ہیں تو وہ کھلا گمراہی میں ہے اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ اسی طرح کسی دن یا مہینے کو خیر وبرکت والا اور کسی دن، مہینے یا سال کو منحوس سمجھنا باطل عقیدہ ہے اور یہی بدشگونی ہے جو زمانہ جاہلیت کے کاموں میں سے ایک ہے۔ شریعت محمدی نے بدشگونی لینے اور فال نکالنے کو شرک قرار دیا ہے جو شخص بدشگونی لیتا اور اسی کے مطابق چلتا ہے گویا وہ اللہ پر توکل نہیں کرتا بلکہ وہ اس چیز پر توکل کرتا ہے جس کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔

درس قرآن

دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں ماہانہ درس قرآن 15 دسمبر 2014 بروز سوموار بعد نماز مغرب ہوگا جس میں حضرت مولانا عاشق محمد صاحب آف ماموں کانجن فیصل آباد خطاب فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

(منجانب: سید جنید غزنوی مہتمم دارالعلوم تقویۃ الاسلام (مدرسہ غزنویہ)

4 شیش محل روڈ لاہور 042-371122045)

دعائے مغفرت

جماعت اہلحدیث کے معروف عالم دین فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالسلام رستمی داغ مفارقت دے گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

(شریک غم: قاری عبدالغفار صدیقی نائب ناظم تبلیغ اہلحدیث یوتھ فورس ضلع گجرات 0333-8464179)

مولانا محمد حنیف محمدی کی گرفتاری کی مذمت اور فوری رہائی کا پرزور مطالبہ

کوٹ رادھا کشن کے قریب چک نمبر 59 میں مسیحی جوڑے پر جو ظلم کیا گیا اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے اور حکومت نے فوری طور پر اس کا ایکشن لیا اور پسماندگان کی دلجوئی کے لیے کافی سامان کیا جو قابل تعریف ہے۔ لیکن اس واقعہ کے بعد جس طرح بے گناہ لوگوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہے جس کے نتیجے میں علاقہ میں خوف وہراس کی فضا قائم ہے۔ اسی سلسلہ میں مولانا محمد حنیف محمدی جو کہ نہایت نیک وصالح اور ریٹائرڈ ٹیچر ہیں علاقہ ان کی شرافت کا گواہ ہے ان کو بھی راہ چلتے گرفتار کیا گیا اور بغیر کسی جرم کے نامزد ملزم قرار دے دیا گیا۔ علاقہ بھر کے تمام دینی وسماجی حلقے ان کی گرفتاری کی مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کو فی الفور رہا کیا جائے۔ بے گناہ لوگوں کی پکڑ دھکڑ ختم کر کے فضا کو پرامن بنایا جائے نہ یکطرفہ کاروائی کر کے کشیدگی کو ہوا دی جائے۔

(منجانب: پروفیسر عبدالحکیم سیف کوٹ رادھا کشن قصور)

خطبہ جمعۃ المبارک

5 دسمبر 2014ء کا عظیم الشان خطبہ جمعۃ المبارک

جامع مسجد نور حسن اہلحدیث H بلاک علامہ اقبال کالونی سمندری روڈ فیصل آباد میں خطیب ہردلعزیز حضرت مولانا

حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی

امیر جماعت اہلحدیث پنجاب

ارشاد فرمائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

(منجانب: محمد اسامہ مدنی نائب خطیب جامع مسجد ہذا)

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH
CPL-104
LAHORE

دارالسلام کے تمام شورومز پر 1000 روپے کی خریداری پر

علمی | ادبی | تحقیقی | اصلاحی مجلہ

ماہنامہ

ضیائے حدیث لاہور

DARUSSALAM

دارالسلام کی تحقیق کا آئینہ دار

چیف ایڈیٹر عبدالمالک مجاہد

کا تازہ شمارہ مفت حاصل کریں

دعوت بھی
تجارت بھی

دارالسلام کتب اور ماہنامہ ضیائے حدیث کی مارکیٹنگ
کے لیے مدارس کے فضلاء سے درخواستیں مطلوب ہیں

20 سے 40
ہزار روپے
ماہوار کمانے کے
سنہری مواقع

دارالسلام پبلشرز
کے سیلز ایگزیکٹو بنیں اور حاصل کریں پرکشش

تنخواہ + کمیشن

jobs@darussalampk.com

اہلیت
درس نظامی + ایف اے (کم از کم)

دارالسلام کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ 36 لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ
فون: 034 24 373-042 برائے رابطہ: 0333-4713429

DARUSSALAM